REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ نومبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

ربوہ ۱۶ نومبر۔ بوقت ۸½ بجے صبح کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۹ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کل ۶½ بجے مع اہل و عیال پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

مناظرہ یادگیر جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان بتاریخ ۲۳، ۲۴، ۲۵ نومبر یادگیر میں مناظرہ ہو رہا ہے۔ احباب جماعت اس مناظرہ میں احمدی مناظرین کی نمایاں کامیابی اور اس کے بہتر نتائج ظاہر ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور حق ظاہر ہو۔ آمین۔

قادیان میں ایک جلیل القدر درویش بھائی کی ناگہانی وفات

افسوس جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ رحلت فرما گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

قادیان ۱۸ نومبر بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ احباب جماعت تک یہ رنجدہ خبر پہنچائی جاتی ہے کہ کل ناگہانی طور پر ہمارے جلیل القدر درویش بھائی سلسلہ کے مخلص خادم و واقف زندگی جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ و خارجہ صدر انجمن احمدیہ قادیان حرکت قلب بند ہو جانے سے رحلت فرما گئے۔ اور اس طرح درویشان قادیان ایک گرانقدر مخلص ہمدم دوست اور ہمدرد بھائی اور تجربہ کار افسر سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اگرچہ مولوی صاحب مرحوم و مغفور ایک لمبے عرصہ سے بلڈ پریشر شدید اعصابی تکلیف اور رعشہ وغیرہ متعدد عوارض سے علیل چلے آ رہے تھے اور باوجود اپنی بیماری کے حتی الامکان خدمت سلسلہ میں بھی مصروف رہے لیکن کسی کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اس جوان سالہ عمر میں وہ اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچیں گے۔ کل صبح بڑے اچھے بھلے ہشاش بشاش تھے اور محترمی معزز دوست جناب سردار ست نام سنگھ صاحب کی دختر کی شادی میں ان کی دعوت میں شمولیت کی خاطر مع دیگر احباب جماعت ان کی کوٹھی واقع (سابق) محلہ دار الفضل میں تشریف لے گئے مگر وہاں انہیں کسی قدر تکلیف محسوس ہوئی۔ چنانچہ معزز مہمان نواز محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ (جو وہیں تھے) سے اجازت لے کر ایک درویش کے ہمراہ احمدیہ محلہ میں تشریف لے آئے۔ مکان پر پہنچنے پر تکلیف زیادہ محسوس کرنے لگے مکرم ڈاکٹر حمید احمد صاحب تشریف لائے اور ٹیکہ لگایا ایک دوست پاس خدمت کر رہے تھے۔ لیکن اچانک ڈیڑھ بجے بعد دوپہر چارپائی پر لیٹے لیٹے حرکت قلب بند ہو گئی۔ دو تین لمبے لمبے سانس لئے اور اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کر دی انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ افسوسناک خبر آن کی آن میں احمدیہ محلہ سے نکل کر سارے شہر میں پھیل گئی۔ جلد ہی مرحوم کی رہائش گاہ واقع دار مسکن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ) میں جہاں درویشان کرام کی بڑی تعداد جمع ہو گئی مقامی غیر مسلم دوست بھی جوق در جوق آنے لگے۔ اور سب ہی مرحوم کی ناگہانی جوان سالہ مرگ پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے رہے۔

افسوس کے لئے آنیوالے دوستوں کی سہولت کے لئے مرحوم کی نعش کو مہمان خانہ کے کوارٹر میں لے جایا گیا۔ حضرت امیر صاحب مقامی کے پاس افسوس کے لئے آنے والوں کا یہ سلسلہ شام تک جاری رہا ادھر مرحوم کی تجہیز و تکفین کا بھی انتظام کر دیا گیا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو مع اہل و عیال پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور وفات کے اگلے روز ہی آپ کی آمد متوقع تھی کو بذریعہ فون اطلاع دینے کا انتظام کیا گیا آپ نے یہ خبر بڑے رنج اور افسوس سے سنی اور اگلے روز جلد از جلد پہنچ جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ کی ایسی اطلاع کے پیش نظر پہلے تو یہی فیصلہ کیا گیا کہ آپکے آجانے کے بعد ہی تدفین عمل میں لائی جائے مگر بعد میں حضرت امیر صاحب مقامی کے ارشاد کے تحت اس پروگرام کو ملتوی کر دیا گیا۔ چنانچہ محترم مولانا عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے

درویشان کرام کی ایک بڑی تعداد سمیت جماعتی کے صحن میں رات کے پونے بارہ بجے نماز جنازہ ادا کی اور ایک بجے کے قریب مقبرہ بہشتی میں مرحوم کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ اعلیٰ اللہ درجتہ فی الجنۃ

جناب مولوی برکات احمد صاحب مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک اور سلسلہ کے سچے خادم اور صحیح معنوں میں واقف زندگی تھے۔ نظارت امور عامہ و خارجہ کے اہم صیغہ پر ایک لمبے عرصہ تک سرفراز رہ کر بڑی خوبی اور حسن عمل سے خدمت سلسلہ بجا لاتے رہے۔ مقامی غیر مسلم دوست ان کے بلند اخلاق اور ملنسار اور صالح نیم طبیعت اور مہمان نوازی کے خصوصی اوصاف کے باعث اُن سے بہت مانوس تھے اور اچھے مراسم رکھتے تھے۔ خود درویشان کے لئے بھی مرحوم کا وجود بڑے سہارے کا موجب تھا۔ بلحاظ ٹھنڈی طبیعت کے افسر تھے جب تک صحت زندہ رہی قائم رہی بڑی مستعدی سے سلسلہ کے کام میں لگے رہے حتیٰ کہ جب مختلف قسم کے عوارض نے آ دبایا تو بھی اپنی ہمت کے مطابق کام میں لگے رہے۔

۱۹۵۲ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے جب قادیان سے ہفت روزہ بدر کا اجراء ہوا تو مرحوم اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اور راقم الحروف کو ان کی نیابت میں اخبار کی خدمت بجا لانے کا شرف حاصل ہوا۔ اس عرصہ میں علاوہ نظارت کے کام کے بڑی دلچسپی کے ساتھ اخبار کے کام کے لئے وقت دیتے رہے اور اس کے بعد بھی آپ کا قیمتی مشورہ ہمیشہ ہی اخبار کیلئے مشعل راہ رہا۔

آپ کی پہلی شادی سے ایک بچہ عزیزہ امتیاز احمد آپکی یادگار ہے۔ مرحوم کی ناگہانی وفات اس لحاظ سے بھی بڑا دردناک پہلو رکھتی ہے کہ چند روز بعد ہی آپ کی دوسری شادی لکھنؤ میں ہونے والی تھی جبکہ مرحوم سیٹھ خیر الدین صاحب آف لکھنؤ کی دختر سے آپ کا نکاح ماہ اگست میں ہو چکا تھا اور آپ سلسلہ کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے نور نظر تھے اس سے قبل آپکے بڑے بھائی مولوی صلاح الدین صاحب بھی اسی طرح عالم جوانی میں وفات پا گئے۔ اور اب آپکی وفات حضرت مولوی صاحب کیلئے دوہرے رنج و الم کا موجب ہے۔ ادارہ بدر حضرت مولانا محترم بالخصوص اور آپکے جملہ عزیزوں کیساتھ دلی تعزیت اور گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے حق میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ہر رنگ میں ان کا حامی و ناصر ہو اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

آہ! مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم

از محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء بروز اتوار سردار ست نام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے کی لڑکی کی شادی تھی جس پر جماعت احمدیہ قادیان کے اکثر افراد کو انہوں نے مدعو کیا تھا۔ میں اور مولوی برکات احمد صاحب و دیگر اصحاب برات کے استقبال کے لئے آٹھ بجے صبح سردار ست نام سنگھ صاحب کے مکان پر پہنچے۔ پنجاب کے چیدہ چیدہ افسران اور معزز حضرات ہر طرف سے انکی اس خوشی میں شامل ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ سردار پرتاب سنگھ کیروں صاحب وزیر اعظم پنجاب، پنڈت موہن لال ہوم منسٹر، سردار گوربیال سنگھ آئی۔ جی وغیرہ بھی شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان سب سے مولوی برکات احمد صاحب نے ملاقات کی اسکے علاوہ جو لوگ جماعت کو رہائی کش پر

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر: خبر بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مدینۃ المسیح قادیان میں ہمارا مبارک اجتماع

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج دار التبلیغ کلکتہ

قلبی بکدعتہ عالمش شغفاًبھا
بجمعت بذ ورا لحُبّ فی الاجمار

مندرجہ بالا شعر میں شاعر نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ

"میرا دل کعبہ (قادیان) کے ساتھ محبت کے باعث اٹکا ہوا ہے۔ اور اس کے گوشے گوشے سے محبت کے پودے پھوٹ نکلے ہیں۔"

لاریب ہر احمدی کا دل ارض مقدسہ قادیان سے اٹکا ہوا ہے اور ہر احمدی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دن قادیان میں گذار کر روحانی غذا حاصل کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روحانی غذا کے حصول کے لئے چند ایام مخصوص فرما دیئے ہیں۔ تا ان میں ہم خصوصیت کے ساتھ قادیان میں جمع ہوں۔ ان ایام کو ہم جلسہ سالانہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ مبارک ایام اور بابرکت گھڑیاں جن کی انتظار میں ہر مخلص احمدی کا دل سارا سال بے تاب و بے قرار رہتا ہے۔ اور جن ایام کا تصور قلب مومن کو مسرت و انبساط کے جذبات سے لبریز کر دیتا ہے۔ اور وہ دن جو گذار احمدی کے لئے بہار کے دنوں سے بھی زیادہ روح پرور۔ سرور آگیں۔ اور وجد آفریں ہوتے ہیں جیسا کہ اس چمن کے ہر پودے پر جوبن آ جاتا ہے۔ اور جب اس قطعہ جنت میں مبارک روحیں ہجوم کر کے آتی ہیں۔ اور اس مبارک بستی کی کیف آور فضا میں مست ہو کر روحانیت اور وحدانیت کے ترانے گاتی ہیں۔ اور نور الٰہی کے پروانے فدائیت اور جاں نثاری کے جذبات سے بھرپور دلوں کے ساتھ اس روشنی کے مینار کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مخلوق کی راہنمائی کے لئے بلند کیا ہے۔ بالکل قریب آ گئے ہیں

آج جبکہ سفر کے ذرائع بے حد آسان ہو گئے ہیں۔ اور انسان دن رات مختلف مقاصد کے حصول کے لئے سفر اختیار کرتا ہے۔ کبھی اس کے سفر کا مقصد عزیزوں سے ملاقات کرنا ہوتا ہے اور کبھی مال و دولت کے حصول کے لئے وہ سفر کرتا ہے۔ اور کبھی سیر و سیاحت کی غرض سے سفر اختیار کرتا ہے تو وہ سفر جو خالص رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہو یقیناً زیادہ باعث برکت ہوتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان کا سفر کسی سیر و سیاحت کی غرض سے نہیں۔ مال و دولت کے حصول کے لئے نہیں۔ بلکہ خالص خدا کے لئے ہے جس کا ہر قدم اسے خدا کے نزدیک کر دیتا ہے۔

چنانچہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان کے اس سفر کی اہمیت جتاتے ہوئے خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم میں ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

اس عبارت کا ایک ایک لفظ بتاتا ہے کہ جلسہ سالانہ کی بنیاد خالص تائید حق اور غلبۂ اسلام پر ہے۔ اور اس جلسے کی خاطر سفر کرنے والے عام انسان نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کی بڑی قدر ہے

قادیان کے جلسہ سالانہ کا دور اول دور شروع ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کی بنیاد رکھی جبکہ اس میں صرف پچھتر آدمی شریک ہوئے اور اس سے اگلے سال ۱۸۹۲ء میں ۳۲۷ دوست شریک ہوئے۔

۱۹۰۶ء میں سات سو احباب شریک جلسہ ہوئے اور احباب کی اس تعداد کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوش ہوئے اور فرمایا کہ شاید اگلے جلسہ سالانہ پر چار سو کو نکلنا مشکل ہو جائے۔

حضور کا مئی ۱۹۰۸ء میں وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کا مقرر کردہ یہ مبارک اجتماع باقاعدہ جاری رہا۔ اور ہر سال اس میں شامل ہونے والے احباب بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۶ء کے جلسہ میں یہ تعداد تقریباً ۴۰ ہزار تک پہنچ گئی۔

۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہو گیا جماعت کے کثیر حصہ کو قادیان سے جانا پڑا۔ تاہم دار المسیح کی آبادی کے لئے ۳۱۳ درویش وہاں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور باوجود حالات کی خرابی کے قادیان کا یہ مبارک جلسہ دسمبر باقاعدگی سے قائم ہوا۔ اگرچہ پنجاب کا علاقہ غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے ہندوستان کی جماعتوں کے احمدی احباب جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

۱۹۴۸ء میں بھارت سرکار نے احمدیوں کے لئے قادیان جانے کا انتظام کیا اور اس سال کے جلسہ سالانہ میں ہندوستان سے چھیاسٹھ احباب شریک ہوئے۔

۱۹۴۹ء میں بھی بھارت سرکار کے انتظام کے مطابق ڈیڑھ صد کے قریب احمدی احباب ہندوستان سے اور ۵۰۰ احباب پاکستان سے بصورت قافلہ شریک ہوئے اور اس طرح ہر سال قادیان کے جلسہ کی رونق بڑھتی چلی گئی۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے لیکن احباب کو یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ قادیان اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی رونق کو بڑھائیں۔

اس مبارک اجتماع میں شریک ہونے سے آپ کو بے شمار فوائد حاصل ہوں گے مثلاً

الف۔ جماعت کے اتحاد اور وحدت کا منظر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خدا کے حضور سجدات شکر بجا لائیں گے کہ دیگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود انتشار میں مبتلا ہیں لیکن احمدی بالله تعالیٰ کے فضل سے اپنا ایک مرکز رکھتے ہیں اور ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہیں۔

ب۔ مختلف علاقوں کے احمدی احباب ایک دوسرے سے متعارف ہوں گے اور اس طرح ان میں باہمی میل جول اور محبت بڑھے گی

ج۔ بزرگان کرام و علمائے سلسلہ احمدیہ کی روح پرور تقاریر سے ہم مستفیض ہوں گے۔ اور سال بھر میں دنیاداری کی وجہ سے ہمارے دلوں پر جو زنگ لگ چکا ہے اس زنگ کو دور کر کے اپنے اپنے دل کو روحانیت سے لبریز کر سکیں گے۔

د۔ شعائر اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی روحانیت میں اضافہ کر سکیں گے۔

ہ۔ ان ایام میں باقاعدگی کے ساتھ نہ صرف باجماعت نمازوں کی توفیق ملے گی بلکہ تہجد کی نماز بھی ہم مسجد مبارک میں باقاعدگی کے ساتھ ادا کر سکیں گے۔

و۔ وہ کمرہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی گریہ و زاری کے ساتھ اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں مانگی ہیں۔ اس مبارک کمرے یعنی بیت الدعا میں ہمیں دعاؤں کا موقع ملے گا۔

ز۔ بہشتی مقبرہ میں جا کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگوں کی قبور پر ہم فاتحہ خوانی کر کے ثواب حاصل کریں گے اور ہمیں یہ بھی احساس ہوگا کہ ہم نے بھی ایک دن اسی مقام پر آنا ہے اور خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے اس دن کے آنے سے پیشتر ہم اس کے لئے کچھ تیاری کریں اور کچھ زاد راہ جمع کریں۔

(باقی صفحہ پر)

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ تاحال مرکز میں نہیں بھجوایا وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات کی تکمیل میں کام آ سکے۔ اور قرض نہ لینا پڑے۔ نیز جن جماعتوں کے پاس اس مد کی وصول شدہ رقم ہو۔ وہ بلا تاخیر جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں تاکہ ان کے حساب میں محسوب ہو سکے

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضامندی کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خطبہ جمعہ

کوشش کرو کہ تم میں سے ہر ایک اپنے ایمان و عرفان میں ترقی کرتا چلا جائے

خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرو کہ تم اگر چاہو بھی تو اس تعلق کو نہ توڑ سکو اور نہ خدا تمہیں چھوڑنا پسند کرے

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی نہایت پُر معارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنے دوستوں اور اپنے بھائیوں کو سورۃ فاتحہ کے ایک ایسے نکتہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو نہایت ہی اہم اور نہایت ہی ضروری ہے۔ سورہ فاتحہ میں کہا گیا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے خدا ہمیں راستہ دکھا پہلے منعم علیہ لوگوں کا

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ وہ راستہ کونسا راستہ ہے جو صراط الذین انعمت علیھم میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے ہم سے پہلے انعام کیا

اس کے معنے اگر یہ کئے جائیں کہ ہم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ان کے مدارج ہمیں بھی عطا کر۔ اور جو جو درجے ان کو ملے تھے۔ جو جو رتبے ان کو عطا کئے گئے تھے۔ اور جو جو مقام ان کو عطا کئے گئے تھے وہ سب درجے وہ سب رتبے اور وہ سب مقام ہمیں بھی دے تو گو دنیا کا ہر فرد بشر ایک رنگ میں ان مدارج اور رتبوں کے لئے دعا کر سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی یہی دعا مانگتے تھے؟ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ پانچوں نمازوں تہجد اور نوافل کے علاوہ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اور ادھر یہ بھی ہے کہ آپ سب سے افضل بھی تھے۔ اب یا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوپر کے درجہ کے بھی لوگ تھے۔ جن کے درجہ کو پانے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دعا مانگتے تھے اور اگر ہم یہ مان لیں تو اس صورت میں آپؐ کی افضلیت پر حرف آتا ہے یا پھر یہ کہنا پڑے گا کہ آپ نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے بھی پہلے لوگوں کا راستہ دکھا جس پر چل کر وہ منعم علیہ بن گئے۔ اس صورت میں آپ خود جو راستہ دکھانے کے لئے آئے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ منعم علیہ میں انسان شامل نہیں ہو سکتا۔

اگر صرف اھدنا الصراط المستقیم ہوتا تو ہم کہتے راستہ خدا کا دکھایا ہے اور جس طرح زید بکر کو اس کی ضرورت ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اس کی حاجت ہے لیکن قرآن شریف نے صراط المستقیم کی تشریح انعمت علیھم کی ہے یعنی ان کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ تو اس انعمت علیھم نے راستہ کو محدود کر دیا۔ اب زید اور بکر اور دوسرے لوگ تو اس دعا کو مانگ سکتے ہیں۔ لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دعا کو نہیں مانگ سکتے۔ کیونکہ ہم سب مانتے ہیں اور شروع سے ہی تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ صرف رسول ہی تھے بلکہ سید ولد آدم بھی تھے حتیٰ کہ

آپؐ خاتم النبیین تھے

اور سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب بھی تھے مگر جب ہم دوسری طرف یہ بھی مانتے ہیں کہ آپؐ یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے اور کثرت سے مانگا کرتے تھے نہ صرف پانچوں نمازوں میں بلکہ نوافل میں بھی تہجد اور اور موقعوں پر بھی۔ تو اگر اس کے یہی معنی کئے جائیں کہ وہی مدارج ہمیں بھی دے جو پہلوں کو دیئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دعا بے فائدہ ہو جاتی ہے یا پھر یہ دعویٰ بالکل غلط ہو جاتا ہے کہ آپ سب نبیوں سے افضل تھے۔ قرآن شریف سے بھی کوئی استثناء آپ کی نہیں معلوم ہوتی کہ آپؐ تو یہ دعا مانگا کریں۔ ایسا ہی نہ آپؐ کے عمل سے کوئی اس قسم کی استثناء معلوم ہوتی ہے پس اس صورت میں یہی کہنا پڑے گا کہ آپؐ کے لئے اس سے مراد وہ مدارج نہیں جو پہلوں کو دیئے گئے اور آپ ان کے حصول کے لئے دعا کرتے ہیں۔

مگر ابھی اس بات کا ایک اور پہلو بھی ہے اور اس کو مد نظر رکھتے ہوئے

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی شخص ہے؟ قرآن شریف کہتا ہے نہیں اور روز روشن کی طرح روشن کر کے کہتا ہے کہ آپؐ تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تھے اور جس جس طرح کے اور جتنے جتنے کمال کسی نبی میں پائے گئے وہ سب آپؐ پر ختم ہو گئے اور نسل آدم کے تمام کے تمام کمال آپ میں جمع تھے۔ مطلب یہ کہ آپ سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں ہوا اور کسی کو کوئی ایسا رتبہ یا درجہ یا مقام نہیں دیا گیا کہ جو آپ کو نہ دیا گیا ہو۔ اس صورت میں کہ جب یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آپ سے پہلے کوئی اور آدمی بھی بڑھا ہوا ہے تو ماننا پڑے گا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کے یہ معنے نہیں کہ آپؐ پہلوں کے مدارج مانگتے تھے کیونکہ اس سے قرآن شریف کا اختلاف لازم آتا ہے۔ پس سوچنا چاہیئے کہ وہ کون سے معنے ہیں جن سے یہ اختلاف دور ہو جاتا ہے اس کے لئے جب ہم تدبیر کرتے ہیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

اس آیت کے معنے

پہلے لوگوں کی روحانی ترقیات کا طریق ہے اور اس میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ الٰہی پہلے لوگوں کی روحانی ترقیات کا جو طریق تھا وہ ہمیں بھی عطا فرما اور نہ صراط سے مراد وہ راستہ ہے جس پر پہلے لوگ چلے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ پہلی شریعتیں منسوخ نہیں ہوئیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان شریعتوں پر چلا لیکن یہ بات نہیں اور ہم یہ دعا نہیں مانگتے کہ الٰہی پہلے لوگوں کے راستہ پر چلا کیونکہ اگر یہ دعا مانگیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی شریعتیں منسوخ نہیں ہوئیں اور وہ بحال ہیں۔ بلکہ اس سے مراد روحانی ترقی کا طریق ہے کہ جس رنگ میں انہوں نے قدم مار اٹھا اور روحانی ترقیات حاصل کیں۔ اسی رنگ میں ہمارا قدم بھی اٹھا تا ہم بھی ہر وقت ترقی کرتے چلے جائیں اور روحانیت کی انتہا تک پہنچ جائیں پس ہماری دعا یہ نہیں ہوتی کہ الٰہی تو ان کا راستہ ہمیں بھی دکھا جو ہم سے پہلے گذر ے کیونکہ اگر ہم ایسا کہیں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ پہلی شریعتیں منسوخ نہیں ہوئیں۔ لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اور اب اگر کوئی شریعت ہے تو وہی ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لائے۔ پس ہماری دعا اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے ترقی کے طریق بتا۔ اس لئے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کا اگر کوئی صحیح مفہوم ہمارے نزدیک ہے تو یہی ہے کہ ہر لحظہ اور ہر قدم پر ہمیں ایمانی اور روحانی ترقیات دی جائیں۔ کیونکہ ہم سے پہلے جو تھے وہ جس حال میں بھی تھے

علم۔ ایمان اور عرفان

میں ترقی کرتے جاتے تھے۔ کیونکہ انعمت علیھم کا گروہ وہی گروہ ہے جس کا قدم ترقی سے رکتا نہیں۔ دوسرا اور کوئی گروہ منعم علیہ نہیں۔ اس لئے ہمیں بھی ویسے ہی روحانی ترقی کے طریق بتا۔ کیونکہ جو ایک جگہ کھڑا ہے اور جس کا قدم ترقی کی طرف نہیں اٹھتا منعم علیہ ہونا تو درکنار اس کا ایمان بھی خطرہ میں ہے اور جس کا ایمان خطرہ میں ہو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں منعم علیہ گروہ میں سے ہوں۔

پس انعمت علیھم وہی گروہ ہے جو ہر لحظہ روحانی ترقی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور آیت صراط الذین انعمت علیھم کے معنے ہوئے کہ الٰہی جب ہمارے ایمان اور ہمارے عرفان کو کر دے کہ ہر وقت اس میں زیادتی ہوتی رہے۔

جب اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں ہر وقت

روحانی ترقیات

عطا فرما۔ اور کوئی گھڑی بھی ایسی نہ گذرے کہ جس میں ہمارا قدم روحانی ترقی کے اس راستہ پر پڑنے سے رک جائے جس پر ہم سے پہلے لوگ قدم مارتے رہے تو اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے انبیاء جس طرح ترقیات کرتے رہے تھے۔ اسی طرح مجھے بھی ترقیات دے جس طرح ابراہیمؑ اپنے درجہ میں ترقی کر رہے تھے جس طرح عیسٰیؑ اپنے درجہ میں ترقی کر رہے تھے اسی طرح میں بھی اپنے درجہ میں

ترقی کروں۔ ان معنوں میں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا کریں تو کوئی حرج نہیں پس صراط الذین انعمت علیہم کا یہی مفہوم ہے۔ اور درحقیقت

کوئی شخص مومن نہیں کہلا سکتا

جب تک عرفان میں نہ بڑھے یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے ہر وقت رب زدنی علما کہنا ضروری ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو صراط الذین انعمت علیہم کی یہی تفسیر ہے۔ اس میں جو بات سکھائی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک شخص ہر وقت یہ دعا مانگتا رہے۔ رب زدنی علما جس طرح آدم کہتے تھے اور جس طرح نوح کہتے تھے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کہتے تھے اور جس طرح تمام دوسرے نبی کہتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی کہتے تھے۔ اور ہر شخص بھی یہ کہتا ہے ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ ہوں تمام اس میں برابر ہیں۔ پس صراط الذین انعمت علیہم میں سکھایا گیا ہے کہ ہمارے قدم میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

پس میں اپنی جماعت کے

دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ ہر ایک ان میں سے ایمان و عرفان اور علم میں ترقی کرتا اور آگے بڑھتا جائے۔ تمام تباہی آگے نہ آنے سے بڑھتی ہے۔ اور ساری بربادی اسی سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان ایک جگہ پر جم جائے۔ اور ترقی کرنے سے رک جائے

شاید کسی کو خیال پیدا ہو کہ کون چاہتا ہے کہ آگے نہ بڑھے۔ لیکن محض خیال کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے ساتھ احساسات نہ ہوں۔ احساس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میں علم بڑھا جاؤں۔ تو وہ صرف خیال سے ہی نہیں بڑھ جائے گا۔ جب تک اس میں بڑھنے کا احساس پیدا نہ ہوگا۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میں نیک ہو جاؤں تو وہ نیک نہیں ہو جائے گا۔ البتہ جس میں احساس پیدا ہو جائے وہ نیک ہو سکتا ہے غرض صرف خیال کوئی چیز نہیں۔

جو کچھ ہوتا ہے احساس سے ہوتا ہے

خیال تو محض علم کا نام ہے۔ ایسے علم کا جس میں اپنا کچھ نہیں ہوتا۔ اور احساس اس علم اور ارادے پر غالب آنے والی ذہنی کیفیت کا نام ہے جو مجبور کر کے اپنا کام کرا لیتی ہے۔ اگر تم خیال کرو کہ محبت پیدا ہو تو محبت محض خیال سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ احساس اسے پیدا کرتا ہے۔ بے شک خیال پہلے پیدا ہوتا ہے اور احساس پیچھے پیدا ہوتا ہے مگر جب تک یہ پیدا نہیں ہوتا خیال کچھ نہیں کر سکتا۔

ماں کے دل میں بچے کی محبت کا خیال نہیں ہوتا بلکہ احساس ہوتا ہے۔ پھر وہ اس احساس سے کیا کیا تکلیفیں برداشت کرتی ہے لیکن جو صرف خیال کرتے ہیں کہ محبت ہے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

محبت کا نتیجہ تو قربانی ہے

مگر کتنے ہیں جو محبت کا دعوےٰ کرتے ہوئے پھر قربانی کرتے ہیں۔ قربانی تو اسی وقت ہی کوئی شخص کرے گا۔ جب اسے محبت کا احساس بھی ہو۔ دیکھ لو ماں کو اپنے بچے کی محبت کا احساس ہوتا ہے۔ پھر وہ ہر قسم کی قربانی اس کے لئے کرتی ہے اور ہر وقت اس کے سکھ کا خیال رکھتی ہے۔ خواہ اس میں اسے خود دکھ میں مبتلا کیوں نہ ہونا پڑے

پس وہ خیال جس میں احساس نہیں ہوتا بے فائدہ ثابت ہوتا ہے اور اکارت جاتا ہے اور

ایک خیال وہ ہوتا ہے

جس کے ساتھ احساس نہیں ہوتا ہے ایسا خیال ضائع نہیں جاتا۔ اور وہ خیال جس کے ساتھ احساس پایا جاتا ہے۔ دراصل خیال کہلانے کا وہی مستحق ہے اور وہی ہے جس سے کچھ نتیجہ بھی برآمد ہوتا ہے۔ مثلاً عبادات میں غور کرلو۔ ایک ایک شخص احکام کی پیروی کرتا ہے اور مالی قربانیاں بھی کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ یہ محاسبہ نہیں کرتا کہ مجھے کس حد تک قربانی کرنی چاہیئے۔ اور میں کس حد تک قربانی کر رہا ہوں تو وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں آگے بڑھ رہا ہوں۔ کیونکہ احساس سے ہی ترقی پیدا ہوتی ہے اور احساس کی علامت ہے قربانیاں کرنا۔ اگر وہ ایک حد تک قربانیاں کرتا ہے اور پھر رک جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر اس حد تک احساس نہیں جس حد تک کہ چاہیئے۔ اور جب احساس نہیں تو ترقی بھی نہیں۔ پس سچا ارادہ وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ احساس ہو اور اس حد تک ہو کہ اس سے پوری پوری قربانیاں کرانے والا ہو۔ تاکہ وہ ترقی پا سکے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اس حالت کو پیدا کریں۔ جو احساس کی حالت کہلاتی ہے اور

رب زدنی علما کی کیفیت

کو اپنے اندر پیدا کریں۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور قربانیوں کی ضرورت تھی تو ہماری جماعت کے لوگوں کو کیوں ان کی ضرورت نہیں۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ اور بطور نصیحت کہتا ہوں کہ رب زدنی علما کی حالت کو اپنے اندر پیدا کرو۔

لوگ چند دلائل کو سن لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں۔ بس ہم نے غور کر لیا ہم نے مان لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام برحق تھے اب ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ مزید غور کرتے پھریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں آتی سی بات۔ یہ انہوں نے سب کچھ کر نہیں لیا بلکہ اس سے تو ابھی وہ ڈیوڑھی پر آئے ہیں اور

میدان عمل تو ابھی آگے ہے

اگر وہ یہاں پہونچ کر رک جائیں تو پھر زنگ لگ جانے کا خطرہ ہے جس سے خوف ہے کہ وہ پھر اسی جگہ نہ جا گریں جہاں سے اٹھ کر وہ یہاں تک پہنچے تھے۔ خدا نے یہ فیصلہ قرار دیا ہوا ہے۔ قانون شریعت میں بھی یہی ہے اور نیچر میں بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ کہ جو آگے قدم نہیں بڑھاتا تباہ کر دیا جاتا ہے۔ نیچر کے قانون میں بھی یہی ہے جو کھڑا ہوا وہ تباہ ہوا۔ اور جب تک ہر ساعت آگے نہیں بڑھتا وہ اپنے آپ کو شیطان کے قبضے میں دیتا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ دوست اپنے علم کو۔ اپنے ایمان کو اور اپنے عرفان کو بڑھائیں۔

دلائل کا نام عرفان نہیں۔ اور احساس اس کو نہیں کہتے کہ صرف خیال ہی کر لیا کہ میں فلاں کام کر لوں بلکہ احساس اس کا نام ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق مضبوط ہو۔ گویا خدا اور اس کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے۔ اور انسان یہ سمجھتا ہو کہ اگر میں اس سے الگ ہو کر پرے ہٹنا چاہوں تو بھی نہیں ہٹ سکوں گا۔ غرضیکہ وہ سمجھے اب میرے تعلقات خدا تعالےٰ سے ایسے مضبوط ہو چکے ہیں۔ کہ اگر چاہوں بھی تو بھی خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پس یہ کہنا کاش خدا مل جائے عرفان نہیں۔ بلکہ

عرفان یہ ہے

کہ انسان سمجھے اب میں خدا سے ایسا مل گیا ہوں کہ اب میری سب طاقتیں مضمحل ہو گئی ہیں اور مجھ میں ہمت نہیں رہی کہ اس تعلق کو توڑ کر کہیں اور جا سکوں۔ میری حالت تو کیلے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہے کہ وہ کہیں جا نہیں سکتا۔ یہ احساس ہے اور عرفان کہلاتا ہے۔

جو شخص اس مقام پر پہنچ گیا کہ وہ سمجھتا ہے میرا تعلق خدا تعالےٰ سے اب ایسا ہو گیا ہے کہ جہاں کہیں جاؤں گا خدا ہی کا بندہ کہلاؤں گا۔ وہ اگر چاہے بھی کہ چھوڑے تو نہیں چھوڑ سکتا اور اگر وہ چھوڑے تو خدا خود اس کو اپنی طرف لے آتا ہے۔ ایسے آدمی کی مثال پٹے والے کتے کی ہوتی ہے وہ اگر آوارہ بھی ہو جائے تو لوگ اسے اسی مالک کا سمجھتے ہیں جس کا پٹہ اس کے گلے میں پڑا ہوتا ہے۔ جدھر بھی وہ جاتا ہے لوگ پکڑ کر اسے مالک کے پاس لے آتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص احساس پیدا کرے اور علم اور عرفان میں ترقی کرے تو عبودیت کا پٹہ اس کے گلے میں پڑ جاتا ہے وہ اگر کسی جذبہ کے ماتحت خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو توڑ کر دوسروں کے دروازوں پر پھر رہا ہوتا ہے تو بھی سب اسے یہی کہتے ہیں یہ خدا ہی کا بندہ ہے۔ پس عرفان کو بڑھاؤ۔

جب یہ مقام حاصل ہو جائے

تو انسان پھر خدا کو چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتا بھلا۔ جو تو ایک کتا اگر اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا جائے تو کیا اس کا آقا اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس کو تلاش کر کے واپس گھر نہیں لے آتا۔ اگر کسی کی بلی بھاگ جاتی ہے وہ اس کے پیچھے پیچھے بھاگا پھرتا ہے اور آرام نہیں لیتا۔ جب تک اسے واپس نہیں لے آتا۔ خواہ واپس لانے میں بلی رضامند ہو یا نہ ہو مگر وہ اسے لے آتا ہے۔ کسی شخص کا ایک طوطا اڑ جائے تو وہ بھی اس کو لانے کی کوشش کرتا ہے پھر کیا خدا ہی ایسا ہے کہ وہ اپنے بندہ کو جس کے گلے میں اس کی عبودیت کا پٹہ پڑ چکا ہو واپس نہیں لاتا۔ کیا ایک بندہ کی قیمت بلی اور طوطے جتنی بھی نہیں؟ پس اگر عرفان پیدا ہو جائے تو عبودیت پیدا ہو جاتی ہے اور جب عبودیت پیدا ہو گئی تو ایک انسان مرتد بھی اگر ہونا چاہے تو نہیں ہو سکتا۔ خارجی جوش اگر ان تعلقات میں خلل پیدا کر دے اور انسان ان خارجی جوشوں سے پیدا شدہ خلل کے سبب جانا بھی چاہے تو خدا جانے نہیں دیتا۔ لوگوں کی بھینسیں اور گائیں کھرلیوں سے رسے تڑا کر چلی جاتی ہیں مگر لوگ انہیں چھوڑ نہیں دیتے بلکہ پکڑ کے لے آتے ہیں کیونکہ وہ ان کے مالک ہوتے ہیں اور کون ہے جو اپنے مال کو یوں جانے دے۔

پس تم بھی

اپنے آپ کو خدا کا مال بناؤ

تاکہ اس کے بعد تم بھاگنا بھی چاہو تو بھاگ نہ سکو یہی عرفان ہے۔ اور یہ عرفان جوں جوں بڑھتا جائے گا عبودیت کا رسہ مضبوطی سے گلے میں پڑتا جائے گا پس میں پھر کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا مال بنائیں تا وہ خود ان کی حفاظت کرے۔

ہماری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے لئے بہت سی باتیں ٹھوکر کا باعث ہو جاتی ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں۔ باوجود

ٹھوکر کھانے کے وہ جماعت سے الگ نہیں ہو سکتے۔ مگر ان کے بالمقابل ایسے بھی ہیں جن کو اگر ذرا بھی ٹھوکر لگے تو وہ بھاگ سکتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے آدمیوں کو میں جانتا ہوں کہ اگر انہیں کوئی ابتلاء آئے تو وہ چلے جائیں گے مگر ان کے مقابلہ میں بعض ایسے ادنیٰ ادنیٰ آدمیوں کو بھی جانتا ہوں کہ وہ نہیں جائیں گے کیونکہ وہ عارف ہو چکے ہیں۔ اور عارف ابتدائی حالت میں غلطیاں بھی کر سکتا ہے لیکن خدا اسے ان غلطیوں کے سبب چھوڑ نہیں سکتا اور اگر وہ جانا بھی چاہے تو خدا اس کی گردن پکڑ لیتا ہے کہ جاتا کہاں ہے اب تو تو میرا بندہ ہے۔

یہ ہے وہ مقام جس کے بعد انسان خطرات سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ اگر

ہماری جماعت کے اکثر لوگ

اس مقام کو حاصل کر لیں تو پھر کسی فتنہ و فساد کا ڈر نہیں رہ جاتا کیونکہ اس مقام پر پہنچ کر پاؤں میں محبت کی بیڑیاں پڑ جاتی ہیں ہاتھوں میں محبت کی زنجیریں پڑ جاتی ہیں گلوں میں محبت کے طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ دل سے اس وساوس کو جو خدا سے دور کر دیتا ہے دور کر دے اور اس احساس کو پیدا کرے جو خدا کے قریب کر دیتا ہے اور عرفان کے مقام کو پانے کی کوشش کرے۔

میں دعا کرتا ہوں

کہ خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے اور ہمیں ایمانی کمی اور قدم ڈگمگانے سے بچائے تاہم اس۔ یہ دور نہ جا پڑیں اور وہ ہر وقت ہماری مدد کرتا رہے۔ اور ہم کو وہ سب روحانی مدارج کے طریق سمجھائے جو اس نے پہلوں کو بتائے تھے ہماری جماعت میں سے جو کمزور ہیں ان کو بھی ہدایت دے۔ ان میں اور ہم سب میں عرفان پیدا فرمائے تاکہ اس کی سچی معرفت حاصل ہو۔ پھر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ لوگ جنہیں سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق نہیں ملی مگر میں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح مبعوث ہوئے۔ جس طرح ہمارے لئے انہیں بھی سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشے تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔ پھر میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ ہماری طرف سے جو بے ترجیحی اور کوتاہی اس وقت تک ان کے متعلق ہوئی ہے۔ وہ آئندہ نہ ہو اور وہ سب سلسلہ میں داخل ہو کر خدا کا عرفان حاصل کریں تا خدا کا پورا پورا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔

آمین

(الفضل مورخہ $\frac{11}{22}$ ۶)

آہ! مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم

(بقیہ صفحہ اول)

جانتے تھے ان کو بھی اور جو نہ جانتے تھے ان کو بھی جماعت سے متعلق تبلیغی لٹریچر پیش کیا۔ جب باراتی چائے وغیرہ پی چکے تو مولوی صاحب مرحوم نے مجھ سے یہ کہہ کر اجازت لی کہ میرے سینہ میں کچھ درد محسوس ہو رہا ہے میں واپس گھر جانا چاہتا ہوں۔ لہذا میں نے دو نوجوانوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اور وہ واپس چلے آئے۔ گھر آ کر بے چینی بڑھتی گئی اس لئے دو تین انڈے اور ...... مسکرا کر انہوں نے پیا۔ تاکہ جسم میں کچھ گرمی آ جائے لیکن بےچینی میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ لہذا ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے آ کر ان کی حالت دیکھی اور نیند کا انجکشن لگا دیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کا حال مجھ کو بتایا جائے۔ کیونکہ ان کے دل کا سخت دورہ پڑا ہے۔ کچھ دیر بعد بےچینی پھر بڑھ گئی۔ اور حالت نازک ہو گئی۔ چودھری محمد طفیل صاحب جو کہ اس وقت ان کے پاس موجود تھے وہ فوراً نیچے اتر کر دفتر زائرین میں گئے تاکہ ڈاکٹر صاحب کو پھر بلایا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر کے پاس آدمی بھیجا گیا اور جب وہ مولوی صاحب کے پاس واپس آئے تو مولوی صاحب آخری دموں پر تھے اور ان کی روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی برکات احمد صاحب واقف زندگی تھے اور ۱۹۴۱ء میں آپ نے وصیت بحق مقبرہ بہشتی کی تھی تقسیم ملک سے پہلے نائب ناظر کے عہدہ پر کام کرتے رہے اور اس وقت ناظر امور عامہ کے عہدہ سے ریٹائر تھے بہت فہیم و ذکی اور تاریخ احمدیت کو اچھی طرح جاننے والے تھے۔ چنانچہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ ہمارے موجودہ ایریا کے لوگوں میں اس بات پر یکتا تھے کہ اگر جماعت سے متعلق کسی واقعہ کے بارے میں دریافت کرنا ہو تو فوراً صحیح سن اور تاریخ کے بتاتے تھے اور باوجود اس کے کہ وہ صحابی نہیں تھے لیکن بعض صحابہ کرام سے زیادہ ان کو روایات یاد تھیں انہوں نے اپنے عہدہ کے فرائض کو بحسن وخوبی ادا کیا خصوصاً تقسیم ملک کے بعد سے درویشان قادیان کو بڑے پرآشوب زمانے سے گزرنا پڑا۔ انہوں نے ان حالات میں جس لیاقت اور دانشمندی سے افسران سرکاری کے ساتھ اور پبلک کے ساتھ رابطہ قائم کر کے جماعت احمدیہ کی جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتیں۔ میرا چونکہ بحیثیت ناظر اعلیٰ اور امیر جماعت ہونے کے ان سے زیادہ تعلق رہتا تھا اور دوسرے وہ میرے ہمسائے بھی تھے۔ ہر لحاظ سے میں نے ان کو بہترین افسر، بہترین ماتحت اور بہترین ہمسایہ پایا سچ پوچھئے تو وہ جماعتی کاموں کے لحاظ سے اور مقامی کاموں کے لحاظ سے میرا دایاں بازو تھے۔ ان کی وفات کی وجہ سے اب جو خلاء پیدا ہو گیا ہے بظاہر اس کے پُر ہونے کے لئے مجھ کو کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔

ہم درویشان قادیان کے لئے یہ تھوڑے عرصے میں دوسرا صدمہ ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم جو کہ درویشان قادیان کے ناظر تھے نہ صرف ناظر بلکہ ہمارے باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔ جس طرح ایک باپ کو اپنی اولاد کے متعلق ان کی تعلیم و تربیت ان کے اخلاق ان کی دین و دنیا کا خیال ہوتا ہے اس سے بڑھ کر حضرت صاحبزادہ ممدوح کو درویشان قادیان کا خیال تھا۔ جہاں ہم ان کی وفات کی وجہ سے اپنے آپ کو گویا یتیم سمجھتے ہیں اور ان کا یہ دکھ ہم کو ابھی بھولا نہیں تھا کہ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی داغ مفارقت دے کر چل بسے۔ خدا تعالیٰ ان کی روح کو سکون بخشے اور ان کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر جگہ عطا فرمائے اور ہم جماعت احمدیہ قادیان اور جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے ان کا کوئی نعم البدل عطا کرے تاکہ پہلے کی طرح سلسلے کے کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوتے رہیں۔

خدائے تعالیٰ کی ذات بڑی کارساز اور قادر مطلق ہے اس کے حضور ہم سب کو بھی جانا ہے اور اس کی ذات پر ہم کو بھروسہ ہے کہ وہ جس طرح اپنے مامور کے سلسلے کا حافظ و ناصر رہا ہے اس طرح آئندہ بھی حافظ و ناصر رہے گا کیونکہ یہ اس کا اپنا قائم کردہ سلسلہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری کردہ مشن ہے مجھے اس کی ذات سے امید ہے کہ وہ بہتر سے بہتر سامان پیدا کرے گا۔

وفات حسرت آیات

از جناب ملک راج صاحب سابق صدر منڈل کانگرس قادیان

قدرت نے یقین دلا دیا کہ محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ۱۷ نومبر کو دو بجے بعد دوپہر وفات پا گئے۔ مولوی صاحب کی عمر ۶۴ سال کے قریب تھی۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ سرکاری ملازمت میں رہے اور پھر ملازمت چھوڑ کر صدر انجمن احمدیہ کو زندگی وقف کر دی تقسیم وطن کے بعد آپ نے بطور ناظر امور عامہ غیر معمولی ہر دلعزیزی حاصل کی۔ ہندو، سکھ حلقوں میں آپ کو خاص عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کے دفتر میں جو کوئی بھی کسی کام کے لئے گیا۔ کبھی مایوس نہ لوٹا۔ کسی کو مایوس کرنا آپ کی فطرت میں داخل نہ تھا۔ گزشتہ سولہ سال سے میرا بطور کانگرس ورکر ان کے ساتھ گہرا سمبندھ رہا ہے۔ میں نے ان کے نزدیک رہ کر ان سے بہت کچھ سیکھا اور دیکھا کہ وہ حاجتمندوں کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ مقامی سکولوں کے درجنوں ودیارتھی ان کی مالی امداد سے فیضیاب ہوئے۔ بطور پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی میں نے سینکڑوں مستحق لوگوں کی امداد کے لئے ان سے سفارش کی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے ایک بھی سفارش کو رد نہ کیا۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۳ء کے سیلابوں کے دوران آپ نے بلا لحاظ مذہب و ملت عوام کی جو خدمات کیں وہ کبھی فراموش نہ ہو سکیں گی اسی سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اس وقت ایسے مکانات جو کلی طور پر مسمار ہو چکے تھے اور ان مکانات میں رہنے والے خود مرمت کروانے کی پوزیشن میں نہ تھے کانگرس کی سفارش پر از سر نو تعمیر کروا دیئے۔

مولوی صاحب کا یہ شیوہ رہا ہے کہ آپ روزانہ روپیہ یا دو روپیہ کی ریزگاری دو دو یا چار چار آنہ کی شکل میں بھک منگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مولوی برکات احمد صاحب میرے دوست تو تھے ہی۔ مجھ سے بھائیوں جیسا سلوک کیا کرتے تھے۔ ان کی بے وقت اور غیر متوقع وفات کا میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا ہے۔ لہذا ان اوصاف حسنہ کا بیان ان چند سطور میں ناممکن ہے ان کی خوبیوں اور ان کے بہتری کارناموں کا ذکر کسی آئندہ موقعہ پر کروں گا۔ مولوی صاحب کی وفات صدر انجمن احمدیہ کے لئے یقیناً بہت بڑا حادثہ ہے لیکن ان کے سینکڑوں ہندو، سکھ دوستوں کے لئے بھی ان کی وفات کمر توڑ صدمہ سے کم نہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت کا بہت بڑا رفیق اٹھ گیا۔ اور شہر کے ہندو سکھ عوام کا عظیم دوست چلا گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان اور دوستوں کو اس صدمہ کے برداشت کی طاقت دے۔

اولاد کی تربیت

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور اُس کے متعلق جو فرمایا کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم تو اس سے مراد اس کا اخلاق فاضلہ سے مزین کیا جانا ہے لیکن جب انسان ان اخلاق اعلیٰ صفات سے عاری ہو جاتا ہے اور دیگر حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگ جاتا ہے تو وہ اشرف المخلوق کے زمرے سے نکل کر "ثم رددناہ اسفل سافلین" سب سے نچلے درجہ کی مخلوقات میں جا شامل ہوتا ہے۔

انسان کو انسان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اُس کے اندر دو قسم کے اُنس پائے جاتے ہیں۔ اوّل ذات باری تعالیٰ سے اُس کا اُنس اور اُس کے رنگ میں رنگین ہونا اور دوسرا اپنے بنی نوع سے محبت اور اُنس کا تعلق۔ گویا اصل انسانیت ان ہی دونوں کناروں کے ملاپ۔ اور ان ہی دو قسم کی خوبیوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اپنے اس اعلیٰ مقام کو چھوڑ کر جب بھی انسان سفلی زندگی گزارنے لگتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خاص بندگان کے ذریعہ اُسے اُس کے اصل مقام کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے جو اُسے سفلی زندگی سے نکال کر عرش معلیٰ کے بلند مقام تک پرواز کرنے کی قوت بخشتے ہیں اور یہ سلسلہ جب سے دنیا بنی ہے برابر چلتا چلا آ رہا ہے۔ اس میں نہ کبھی ناغہ ہوا نہ ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ انسان اپنی اعلیٰ خوبیوں کو فراموش کر کے نہ صرف دیگر حیوانوں کی طرح اپنی زندگی کو حوائج نفسانی تک محدود رکھا ہے بلکہ درندہ صفات انسان دنیا کے لئے مصیبت کا سبب بن گیا ہے۔ اس کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک عظیم مصلح اور روحانی مربی کو نازل فرمایا ہے۔ وہ ہیں امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ یعنی تم خدا تعالیٰ کے رستہ کو (حبل اللہ) مضبوطی سے پکڑو۔ باہم تفرقہ نہ کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ ایک وقت میں تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی سے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم باہم بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم آگ کے کنارے پر تھے جس سے اس نے تمہیں بچا لیا۔

اس الٰہی ارشاد کے مطابق اس زمانہ میں نازل شدہ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ رہنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو نہ صرف ان دینوی گندگیوں سے محفوظ رکھا بلکہ دنیا میں اُسے اخلاق فاضلہ پر فائز روحانیت کے بلند و بالا مینار کی حیثیت سے چمکا دیا ہے۔ اور اس طرح اس جماعت کے ذریعہ ایک مُردہ دنیا میں نئی روح پیدا ہو گئی اور اسلام میں ایک تازہ اور نئی زندگی کے آثار نمودار ہوئے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک مکالمہ کا ذکر آتا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا۔ یعنی تو چار قسم کے پرندوں کو لے اور انہیں اپنے پاس ہلا لے۔ اُن میں سے ہر ایک کو مختلف پہاڑوں پر رکھ۔ پھر اُنہیں بلا وہ تیری طرف دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔

اس آیۃ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے مردہ قوم میں زندگی پیدا کرنے کا ایک بہترین گر بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک مردہ قوم کے چاروں طبقوں یعنی بچوں، جوانوں، عورتوں اور بوڑھوں کی صحیح معنوں میں تعلیم و تربیت کی جائے تو وہ از سر نو زندہ ہو کر الٰہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار پرواز کرتے ہوئے آئے گی۔

چنانچہ اس الٰہی گر کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جماعت کو چار حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔ اس تنظیم کے نتیجہ میں احمدی نوجوان مجلس خدام الاحمدیہ کے ماتحت اور عمر رسیدہ مجلس انصار اللہ کے ذریعہ اور عورتیں لجنہ اماء اللہ کے اندر۔ بچیاں اور بچے مجلس اطفال الاحمدیہ کے تحت تعلیم و تربیت سے آراستہ اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہو رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں جماعت احمدیہ کو اتنے بلند و بالا مقام پر کھڑا کر دیا ہے کہ آج دنیا میں اسلام کی سربلندی کے لئے اور ایک اخلاقی اور روحانی ماحول پیدا کرنے کے لئے اس کے مقابل پر کھڑے ہونے کی طاقت دنیا کی کسی اور جماعت کو میسر نہیں۔ خواہ وہ دینوی اور جسمانی لحاظ سے کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ چنانچہ احمدیوں کا مذہبی کیریکٹر بلند شعار اور اعلیٰ اخلاق کا اعتراف بے شمار غیر مسلم اور غیر احمدی بھی کرنے پر مجبور ہیں۔

اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندگی بخش زمانہ سے دوری حضور کی پاک صحبت سے فیضیاب صحابہ کی یکے بعد دیگرے ہم سے ہمیشہ کی جدائی اور حضرت امیر المومنین اطال اللہ عمرہ کی طویل علالت سے احمدیوں میں خصوصاً نئی پود میں ایثار و قربانی کا جذبہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے جو ایک افسوسناک امر ہے۔

اگرچہ انسانی زندگی میں قبض و بسط کا آنا ایک قدرتی بات ہے۔ لیکن جب قبض کی حالت کو کم سے کم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور قومی لحاظ سے خطرناک صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کا علاج اصلاح نفوس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک غزوہ سے واپسی پر سید و مولیٰ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد (تلوار کا جہاد) سے فارغ ہو کر بڑے جہاد (اخلاقی اور روحانی تربیت کا جہاد) کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

فی زمانہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق اب ہمارے لئے نفس کے جہاد اور جماعتی تربیت اور قومی تنظیم کے جہاد کا وقت ہے۔ اس جہاد کے لئے قرآن کریم احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ نئی پود کی تربیت کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ کیونکہ بچوں کی تربیت ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہوتی ہے۔ اس لئے ہر احمدی عورت اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے خود بھی دیندار بنے اور احکام الٰہی کے پابند رہتے ہوئے اپنے گھروں میں روحانی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرے تاکہ بچے اپنی زندگیوں کو بچپن سے ہی دینداری اور نیکی پر ڈھال سکیں۔

اکثر والدین اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ بچپن کا زمانہ کھیل کود اور آزادی کا زمانہ ہے جب بچہ ذرا ہوش سنبھالے گا تو اس وقت تعلیم و تربیت کی فکر کر لی جائیگی۔ حالانکہ اس خیال کی تردید حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ذریعہ ہوتی ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے۔ اس مبارک اور حکیمانہ ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بچہ کی تربیت کا زمانہ ولادت سے ہی شروع ہوتا ہے والدین کی اس قسم کی غفلت کے نتیجہ میں بچوں کے کانوں میں خلاف اخلاق اور خلاف شریعت باتیں پڑتی ہیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے مخرب اخلاق نظارے آتے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ بچہ ابھی ان باتوں کو سمجھنے کا شعور نہیں رکھتا۔ حالانکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جبکہ بچہ کے دل و دماغ میں ایک زہریلا بیج بویا جانے لگتا ہے۔ اور وہ اپنے ماحول سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ جب بچہ والدین سے بے قابو ہو جاتا ہے اور آخر میں مادر پدر آزاد زندگی بسر کرنے لگ جاتا ہے جس سے ہر ماں باپ کو سخت پریشانی ہوتی ہے

اس ابتدائی عمر کی اعلیٰ تربیت کے لئے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے والدین کو حکم دیا ہے کہ مُرُوا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع۔ یعنی اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور ان کو نماز نہ پڑھنے پر سزا دو جبکہ ان کی عمر دس سال کی ہو اور اس وقت سے انہیں علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلایا کرو۔

اس حدیث شریف میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے والدین کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کے پابند بنائیں۔ کیونکہ نماز کا ذریعہ ہر قسم کی بد اور فحش باتیں دور ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز ہر قسم کی ناپسندیدہ اور فحش باتوں کو روکتی ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نماز کے پابند بچے ناپسندیدہ ماحول سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں اور ان میں نیکی کا جذبہ زیادہ بیدار رہتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں والدین کو نصیحت کی گئی ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ..... واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم۔ یعنی اے مومنو! تمہاری خادمائیں اور تمہارے نابالغ بچے (دن) میں تم

م۔ ... (یعنی ...) تین اوقات میں یعنی نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ تم اپنے لباس اتار کر قیلولہ کر رہے ہوتے ہو اور نماز عشاء کے بعد تمہارے پاس آنے سے پہلے تم سے اجازت حاصل کریں ...... یعنی اور جب بچے بالغ ہو جائیں تو تمہارے پاس آنے کے لئے ہمیشہ انہیں تم سے اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ (سورہ نور) ۔ ۳۔ ہمارا حکم خداوندی: مذکورہ ارشاد خداوندی میں جو حکمت پنہاں ہے وہ ظاہر و باہر ہے اس کی تفصیل کی

آخری قسط

مباہلہ سورو اور اس کے اہم نتائج

سرزمین سورو میں مباہلہ کے بعد قدرتِ خداوندی کا ظہور

از مکرم مولوی ہارون الرشید صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک

غیر احمدیوں کی طرف سے مباہلہ میں سورو سے مندرجہ ذیل اشخاص شامل ہوئے۔

۱۔ سید کلیم الدین صاحب ابن حاجی سید ریاض الدین صاحب (۲) سید بشیر الدین صاحب ابن انوار شاہ صاحب (۳) عبدالرشید خان صاحب ابن جمشید خان صاحب (۴) شیخ زکریا صاحب ابن شیخ مصاحب صاحب۔

جیسا کہ احباب سابقہ صفحات میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ سرزمین سورو میں مباہلہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو ہوا۔ اور اس سے قبل ۳۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو احمدیوں و غیر احمدیوں میں ایک تحریری معاہدہ ہوا تھا۔ اس دن وہاں کے غیر احمدیوں نے اس مکان کو جس میں احمدی ٹھہرے ہوئے تھے گھیر لیا تھا۔ اور جب دو احمدی احباب پولیس کو اطلاع دینے کی غرض سے گئے تو ان کو زدوکوب بھی کیا۔

مولوی عبدالقدوس صاحب اپنے ٹریکٹ "قادیانی اور چیلنج مباہلہ" میں جو یہ لکھا ہے کہ تمام احمدی بھاگے جا رہے تھے ان کو وہاں کے مسلمانوں نے راستہ سے پکڑ کر واپس کیا سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف دو احمدی پولیس کو اطلاع دینے گئے، اور ان میں سے ایک کو مسلمان زدوکوب کرتے ہوئے واپس لائے۔ افسوس ہے کہ ایک عالم اور مولوی ہوتے ہوئے مولوی عبدالقدوس صاحب نے سفید جھوٹ بولنے سے دریغ نہ کیا اور نہ ہی ان لوگوں نے اس سفید جھوٹ کی کچھ تردید کی جو اس موقع پر مکان کو گھیرے ہوئے تھے اور گالی گلوچ کر رہے تھے۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ بھی اس جھوٹ میں برابر کے شریک تھے۔ پھر مباہلہ کے دن جبکہ جماعت احمدیہ کے فاضل نمائندہ مولانا بشیر احمد صاحب اس امر کا مطالبہ کر رہے تھے کہ مولوی حبیب الرحمٰن کا نام فہرست مباہلین میں لکھا جائے۔ بجائے اس کے کہ اس مطالبہ کا کوئی تسلی بخش جواب دیتے اُلٹا فساد پر آمادہ ہو گئے۔ جس کی وجہ سے پولیس انچارج آفیسر کو احمدیوں سے یہ کہنا پڑا کہ وہ میدان مباہلہ سے اس وقت ہٹ جائیں۔ گویا مسلمانوں کو اپنے جتھے اور بل بوتے پر ناز تھا۔!

ان حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کے جتھے اور طاقت کا غرور توڑنے کے لئے مباہلہ کے چند ہی دنوں بعد ایک بہت بڑے اور طاقتور جتھے کو ان کے مقابل پر لا کھڑا کیا جس طاقتور جتھا کے سامنے مسلمانوں کی کچھ پیش نہ گئی اور یہ لوگ عاجز اور لاچار ہو گئے۔ اور ان کی بے بسی کو دیکھ کر گورنمنٹ کو مجبوراً ان کی حفاظت کے لئے مسلح پولیس کی فورس کو تقریباً ایک ماہ کے لئے متعین کرنا پڑا۔ اس ہنگامہ کا اثر خاص طور سے ان سرداروں پر پڑا جو مباہلہ میں شامل تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مباہلہ سورو پر تقریباً پندرہ دن بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ سورو میں ایک رات جب سینما ختم ہوا تو ایک جوان غیر مسلم ہندو عورت اپنے ایک رشتہ دار کی تلاش میں پریشان تھی۔ اس کی پریشانی کو دیکھ کر سورو کے ایک مسلمان رکشا ڈرائیور نے اپنا کرایہ رکشا کے لئے پیش کیا اور کہا کہ جہاں تم جانا چاہتی ہو میں پہنچا دوں گا۔ عورت اس کے رکشا میں بیٹھ گئی۔ مسلمان رکشا ڈرائیور کی نیت خراب ہو گئی وہ کچھ دور جا کر رکشا غلط راستہ پر لے گیا۔ اور ایک مقام پر رکشا روک کر بدمعاشی کے ارادہ سے عورت پر حملہ آور ہوا عورت نے شور مچا دیا۔ جس پر آس پاس اور قرب جوار کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور اس عورت کو بچا لیا۔ اس واقعہ پر ہندوؤں نے سرکردہ مسلمانوں سے انصاف چاہا اور مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ معاملہ بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ فرقہ دارانہ رنگ اختیار کر گیا۔ جس کا اثر سورو کے تمام مسلمانوں پر عموماً اور سرکردہ لوگوں پر خصوصاً پڑا۔

سردار سید کلیم الدین صاحب رئیس سورو، سید بشیر الدین خلیفہ جو مباہلہ میں شامل تھے۔ اور بڑا بول بولنے والے تھے۔ خاص طور سے ہندوؤں کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے۔ کیونکہ ہندوؤں نے انہیں ملزم قرار دیا کہ ملزم کو قرار واقعی سزا نہیں دی جا رہی۔ یہاں تک کہ سخت فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ مسلمانوں کے لئے خوف و ہراس بڑھ گیا۔ مسلمانوں کو راتیں جاگ کر کاٹنی پڑیں۔ اور اس سب حالت کو دیکھ کر بعض سنجیدہ ہندو بھی کہنے لگے کہ یہ مباہلہ کا اثر نظر آتا ہے۔ چنانچہ سخت خطرہ کے پیش نظر گورنمنٹ کی طرف سے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے مسلح فورس متعین کی گئی۔ جو حالات کی سازگاری تک ڈیوٹی پر رہی۔

ابھی خوف و ہراس کے دنوں میں یہ افواہ گرم ہو گئی کہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو ہندو لوگ مسلمانوں پر علانیہ طور پر حملہ کریں گے اس افواہ سے سخت سراسیمگی و گھبراہٹ پھیل گئی اور مسلمان سورو سے بھاگ بھاگ کر بھدرک اور بالیسر اپنے اپنے رشتہ داروں کے ہاں پناہ لینے لگے۔ تا ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کی مصیبت سے بچ جائیں۔ قدرت کا کتنا زبردست نشان ہے کہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو جب سورو میں مباہلہ ہوا۔ تو مولوی حبیب الرحمان سے بات چیت کرتے ہوئے محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مدت مباہلہ کی وضاحت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پیش کی کہ حضور نے عیسائیوں کے وفد سے فرمایا تھا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو ایک سال کے اندر اندر اس مباہلہ کا نتیجہ دیکھ لیتے۔ اس لئے مدت مباہلہ ایک سال ہونی چاہیئے جسے مولوی حبیب الرحمان نے تسلیم کیا۔ اس پر مجمع میں بعض لوگ بولے کہ اتنی لمبی مدت کی کیا ضرورت ہے۔ اور ایک صاحب بولے ایک سال بہت ہے ایک مہینہ میں اس کا نتیجہ ظاہر ہونا چاہیئے۔ بہذا ٹھیک ایک ماہ کے بعد اسی تاریخ یعنی ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو یہ افواہ بڑے زوروں سے گرم ہو گئی کہ اس دن سورو کے مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ اور یہ افواہ اتنی گھبراہٹ اور سراسیمگی کا موجب بنی کہ مسلمانوں نے سورو کو خیرباد کہنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بھدرک کے محلہ شنکر پور میں ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء سے ایک دو دن قبل کئی مرد و عورت سورو کے پہنچے اور وہاں آکر پناہ گزین ہوئے۔ انہوں نے دہلتے ہوئے دلوں اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے یہ لرزہ بر اندام خبر بتائی کہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو ہندوؤں کی طرف سے عام حملہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کے ذریعہ مسلمانوں کا غرور توڑ دیا اور جس جتھے پر انہیں ناز تھا اس پر خدائی تیروں کی اتنی بوچھاڑ پڑی کہ سب آہ و بکا کرنے لگے۔ اور ان کی سب عزت و عظمت خاک میں مل گئی۔ کیا ہی سچ فرمایا امام زمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار ہو گئے جیسے نخچیر
خدا نے ان کی عظمت سب اڑا دی
فسبحٰن الذی اخزی الاعادی

انفرادی لحاظ سے بھی سورو کے مباہلہ میں شریک ہونے والے غیر احمدی مختلف آفات و مصائب کا شکار ہوئے۔ مثلاً سید کلیم الدین صاحب رئیس سورو کے ساتھ وہاں کی مسجد کے چندہ کے سلسلہ میں تعلق ایسی باتیں ہوئیں جو ان جیسے مشہور رئیس و سردار اور خاندانی وجاہت رکھنے والے شخص کے لئے بے حد ذلت کا باعث ہوئیں۔ ہم ان کی شرافت طبع کے پیش نظر اس واقعہ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ ہاں اگر خود سید کلیم الدین صاحب غور کریں تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ

بدی کا پھل بدی اور نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عبدالرشید خان صاحب پر بھی خدا کی طرف سے ایک خاص آفت پڑی کہ گورنمنٹ کی طرف سے تقریباً ڈیڑھ ہزار کی بھاری رقم بابت سیل ٹیکس ان سے چارج کی گئی۔ اور اس کا مقدمہ ابھی چل رہا ہے۔ بنگلہ زبان کی ایک بد دعا ہے کہ

"تیرے گھر میں مقدمہ داخل ہو"

اسی طرح سید بشیر الدین خلیفہ جو احمدیت کے کٹر معاند ہیں۔ اور جنہوں نے میدان میں اس وقت جبکہ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی طرف سے زور دیا جا رہا تھا کہ مولوی حبیب الرحمان کا نام بھی فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ کہا تھا کہ مولوی حبیب الرحمٰن ہمارا شیر ہے اور ہم شیر کو بھیڑیئے کے مقابل پر نہیں لانا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے سید بشیر الدین خلیفہ کو اس رنگ میں پکڑا کہ مباہلہ کی میعاد کے اندر چیچک کا نہایت گندا اور خطرناک مرض اس پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے بدن کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ اور اس بیماری میں اس نے سخت دکھ اور تکلیف اٹھائی۔ اور متعدد راتیں درد و تکلیف کے نیند نہیں آئی۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ سیدنا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ قبل حبشہ کا عیسائی بادشاہ ابرہہ خانہ کعبہ کو گرانے کی نیت سے ایک لشکر جرار لے کر مکہ شریف کی طرف آیا تو اس کے لشکر میں عذاب الٰہی کے طور پر چیچک کا خطرناک مرض ظاہر ہوا۔ جس سے وہ لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ چیچک۔ ہیضہ۔ طاعون۔ سیلاب۔ طوفان۔ زلزلے کبھی عام رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی مجرموں کی سزا دہی کے لئے بطور عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔

ناظرین کرام! یہ وہ مختصر سا تذکرہ ہے جس سے آپ پر واضح ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید و نصرت اس رنگ میں فرمائی کہ سورو کے مباہلہ میں شریک ہونے والے عذاب الٰہی کا شکار ہوئے اور ان سب کا انجام ناکامی اور نامرادی کا بر منتج ہوا۔

ہوا انجام سب کا نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ نے صرف سورو میں شامل ہونے والوں کو ہی ناکام و نامراد نہیں کیا بلکہ بالمقابل احمدیت کو اس رنگ میں بھی غلبہ عطا فرمائی کہ ۲۵ ر مارچ ۱۹۶۲ء کو مباہلہ کے وقت سورو کے تین افراد احمدی تھے۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہ احباب علی الاعلان بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور ان بیعت کنندگان میں قاضی محلہ مسجد کے پیش امام مکرم شمس الدین صاحب بھی شامل ہیں۔ یہ وہی مسجد ہے جہاں مولوی حبیب الرحمان صاحب نے قیام کیا تھا اور ابھی کئی ایک دوست احمدیت میں داخل ہونے کے لئے آمادہ ہیں۔ مباہلہ سورو کے بعد جماعت کا اس مقام پر ترقی کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ سنجیدہ طبقے پر یہ اثر ہے کہ مباہلہ میں اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کی تائید و نصرت کی۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ان واقعات پر غور کرتے ہیں اور حضرت مسیح قادیانی پر ایمان لا کر آخرین کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ موعود مسیح اور مہدی ہیں جن کا وعدہ سید نا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے کیا تھا۔ پس مبارک ہے وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی عاقبت کو سنوارتا ہے۔ کیونکہ ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مباہلہ میں شامل ہونیوالے احمدیوں سے اللہ تعالیٰ کا مشفقانہ سلوک

اللہ تعالیٰ نے جہاں سورو کے مباہلہ میں شامل ہونے والے غیر احمدی احباب کو مختلف رنگ میں عذاب شدید کا مزہ چکھایا وہاں بفضلہ تعالیٰ احمدی مباہلین ہر طرح محفوظ و مصئون رہے اور اللہ تعالیٰ کے افضال ان کے شامل حال رہے مثلاً محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ہی جنہوں نے ۱۱۸ احمدی احباب کو ساتھ لے کر دعائے مباہلہ کرائی اور دعا کے بعد مولوی حبیب الرحمان کے ایک استفسار پر یہ کہا کہ آپ بھی خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ دعا سے قبل مولوی حبیب الرحمان صاحب اور مولوی عبد القدوس صاحب سے آپ نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے گفتگو فرمائی مولانا موصوف بفضلہ تعالیٰ خدمت دین اور اشاعت اسلام کے اہم فریضہ کی ادائیگی میں شب و روز لگے ہوئے ہیں اور مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بھی توفیق دی کہ کلکتہ جیسے بڑے شہر میں اپنی زیر نگرانی جماعت احمدیہ کی ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی یہ مسجد اس لحاظ سے یادگاری مسجد ہو گی کہ مباہلہ سورو کے بعد میعاد مباہلہ کے اندر مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ نے مشرقی زون کے ایک بڑے شہر میں مسجد تعمیر کرانے کا زریں موقعہ عطا فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی جماعتوں سے مولانا موصوف قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مرکز کی طرف سے آپ صوبہ بنگال و اڑیسہ کے انچارج مبلغ ہیں۔ نیز آجکل جماعت احمدیہ کلکتہ کی امارت کے معزز عہدہ پر بھی فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب امیر اور کامیاب مبلغ ہیں۔ بنگال اور اڑیسہ میں غیر از جماعت احباب بھی ان کے لیکچروں سے اتنے متاثر ہیں کہ وہ خود مولانا موصوف کو بلانے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے مولانا صاحب ہر طریق سے کوشاں رہتے ہیں۔ کلکتہ سے مختلف زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت کا انہوں نے انتظام کیا ہے۔ اور نہ صرف خود ہی اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں بلکہ جماعت کے احباب میں بھی اسلام کی خدمت کی تڑپ پیدا کر رہے ہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ خدمت دین کی توفیق مل جانا بہت بڑی سعادت ہے اور یہ سعادت خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ جن وجودوں کو خدا یہ سعادت دیتا ہے ان پر واقعی خدا کا فضل ہوتا ہے۔

اسی طرح مباہلہ میں شامل ہونے والے ہمارے بزرگ مولوی سید محمد محسن صاحب سونگھڑوی ولد سید جواہر علی صاحب مرحوم سابق معلم وقف جدید ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ خدمت اسلام میں صرف کر دیا۔ اور اب بھی باوجود پیرانہ سالی کے احمدیت و اسلام کی تبلیغ کا ایک جوش ان میں پایا جاتا ہے کہ جو جوانوں میں بہت کم ملتا ہے۔ سورو میں احمدیت کے بانی آپ اور مولوی محمد یونس صاحب ہیں۔ یہ پودا انہی کا لگایا ہوا ہے۔ اور اب امید ہے۔ کہ اب یہ پودا جو سورو میں ان کے مبارک ہاتھوں سے لگ چکا بڑھے گا، پھولے گا اور پھلے گا اور کوئی طاقت اس کی ترقی میں روک نہیں ہو سکتی۔

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۶۲ء کو محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کے ارشاد پر آپ نے اس فہرست پر دستخط کئے تھے جو احمدی مباہلین کی تیار کر کے غیر احمدیوں کے سپرد کی گئی تھی۔ میرے سامنے اب بھی وہ نظارہ ہے۔ جب فہرست پر دستخط کرنے کے لئے آپ سے مولانا نے فرمایا تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اس مرد مجاہد نے دستخط کر دیئے۔ حالانکہ آپ کافی عمر رسیدہ تھے اور یہ خیال آ سکتا تھا کہ معلوم نہیں میں ایک سال تک زندہ رہوں یا نہ رہوں لیکن اس مرد مجاہد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اتنا محکم یقین تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ مباہلہ میں شامل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں ایک سال تک ضرور زندہ رکھے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اب بھی ہمارے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں مزید عمر عطا فرمادے۔ اور پہلے سے بڑھ کر تبلیغ اسلام و احمدیت کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

مباہلہ میں شامل ہونے والے ایک اور دوست مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ہیں۔ جو ان دنوں بحیثیت مبلغ بھدرک میں متعین تھے آپ محترم سید صمصام علی صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ اڑیسہ کے دوست جانتے ہیں کہ سید غلام صاحب کے والد مکرم سید صمصام علی صاحب مرحوم اسلام کے آتش بیاں مبلغ تھے۔ اور اڑیہ زبان کے ORATOR اور فصیح البیان مقرر تھے انہوں نے کیرنگ کے نوجوانوں میں اپنی پرجوش نظموں کے ذریعہ ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ آج بھی ان کی نظمیں جب کسی جلسہ میں پڑھی جاتی ہیں تو وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

محترم سید صمصام علی صاحب نے اپنے بچوں کو دنیاداری میں نہ لگایا بلکہ دین کی خدمت کے لئے وقف کیا۔ مکرم سید غلام مہدی صاحب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب مبلغ ہیں اور آجکل موسی بنی مائینز میں تبلیغی خدمات ادا کر رہے ہیں۔

ہمارے ایک اور نوجوان مکرم عبد الرب صاحب بھی اس مباہلہ میں شامل تھے انہوں نے ہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی سے یہ فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ نوبت مناظرے ہو چکے ہیں اب آپ کے ساتھ مباہلہ ہونا چاہیئے۔ احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک جماعت کی تحریک پر یہ اجازت آئی تھی کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ساتھ اگر مباہلہ کی ضرورت پیش آئے تو میری طرف سے مولانا بشیر احمد صاحب انچارج مبلغ کلکتہ کو مباہلہ کرنے کی اجازت ہے۔

افسوس کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرح ہمیشہ ہی اس سے بچتے رہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے جماعت احمدیہ سے مباہلہ کر لیا تو وہ خدا کے غضب سے نہیں بچ سکتے۔ اور اب جوان کے ساتھی مولوی حبیب الرحمان ادر ان کے ساتھیوں کا انجام آ چکا ہے اسلئے اب یقیناً وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز کریں گے

مکرم سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک باوجود اپنی علالت طبع کے مباہلہ میں شامل تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ان کے بھائی مکرم مولوی سید محمد یونس صاحب مقیم سورو بھی مباہلہ میں شامل تھے اور سورو میں جماعت کے قائم کرنے میں ان کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ پہلے وہ سورو میں اکیلے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مخلصین کی جماعت عطا کر دی ہے الغرض سورو کے وہ احمدی احباب جو مباہلہ میں شامل ہوئے وہ بھی بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ غرضیکہ جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مباہلہ میں شامل تھا خدا تعالیٰ کے فضلوں سے وافر حصہ لے رہا ہے اور اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کی صداقت کے لئے اسے بھی منتخب فرمایا۔

ذیل میں اب ان احمدی احباب کی فہرست دی جاتی ہے جو مباہلہ میں شامل تھے تا احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلغ بنگال و اڑیسہ جنہوں نے دعائے مباہلہ کرائی۔ اور مباہلہ کے متعلق ہر قسم کی گفتگو کی ان کے علاوہ حسب ذیل احباب کی فہرست غیر احمدیوں کے حوالہ کی گئی:

۱۔ مولوی سید محمد محسن صاحب ولد سید جواہر علی صاحب (سونگھڑہ)
۲۔ مولوی سید غلام مہدی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بھدرک ولد سید صمصام علی صاحب مرحوم
۳۔ مولوی محمد یونس صاحب ولد سید حسن علی صاحب (سورو)
۴۔ مکرم عبد الرشید صاحب ولد محمد بشیر الدین صاحب (نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک)
۵۔ مکرم عبد الرب صاحب بی اے ولد شیخ عبد الصمد صاحب بھدرک
۶۔ مکرم محمد سلیم صاحب ولد محمد عثمان نور صاحب بھدرک
۷۔ مکرم صادق علی صاحب ولد رمضان صاحب بھدرک
۸۔ محمد علی شاہ صاحب ولد رمضان صاحب بھدرک
۹۔ مکرم سید محمد زکریا صاحب ولد سید حسن علی صاحب (صدر جماعت احمدیہ بھدرک)
۱۰۔ مکرم گل محمد صاحب ولد محمد علی شاہ صاحب بھدرک
۱۱۔ ” شیخ نظام الدین صاحب ولد شیخ شمس الدین صاحب بھدرک
۱۲۔ ” شیر علی صاحب ولد جمشید خان صاحب (سورو)
۱۳۔ ” عبد الستار صاحب ولد معصوم خان صاحب (سورو)
۱۴۔ ” عبد الحکیم صاحب ولد اسد علی خان صاحب بھدرک
۱۵۔ ” شیخ غلام ہادی صاحب ولد شیخ کفایت اللہ صاحب بھدرک
۱۶۔ ” عبد الغفور صاحب ولد ظہیر الدین صاحب بھدرک
۱۷۔ ” شیخ عمران صاحب ولد شیخ نفیر محمد صاحب ”
۱۸۔ ” شیخ قمر الدین صاحب ولد شیخ نظام الدین صاحب ”

بالآخر احباب سے درخواست ہے کہ وہ سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اڑیسہ میں جماعت کی ترقی کیلئے

احادیث میں مہدی کا نام "محمد" ہونے کی حقیقت

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

ضلع پونچھ میں جماعت احمدیہ کے حالیہ تبلیغی وفد نے سلسلہ تربیت میں جن تربیتی اور تنظیمی امور کی طرف جماعتہائے احمدیہ پونچھ کو توجہ دلائی ہے۔ یہ امر نہ صرف مذہبی نقطۂ نگاہ سے فائدہ مند ثابت ہوا ہے بلکہ اس میں ملکی یکجہتی۔ اتفاق و اتحاد صلح کن پالیسی وغیرہ امور بھی مضمر ہیں۔ حتیٰ کہ علاوہ از جماعت کے سنجیدہ دانشوروں نے جماعت احمدیہ کی مخصوص تعلیم کو رشک کی نگاہ سے دیکھا ہے خصوصاً مرکز قادیان سے آئے ہوئے علمائے کرام مولوی محمد سلیم صاحب و مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقاریر اور پھر انفرادی مجالس میں تبادلۂ خیالات کے نتیجہ میں ہر ذی علم متاثر ہوا ہے۔ البتہ بعض بیمار ذہنیت کے افراد کو جماعت کی یہ کوشش بھی محل اعتراض ہی دکھائی دیتی رہی۔ اور اپنی کج طبیعت سے مجبور ہو کر بعض پیشہ ور ملانوں نے جماعت کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلانے کی مہم شروع کر دی ہے اور اس غلط پروپیگنڈا میں اس حدیث کا عام چرچا کر رہے ہیں کہ

"حدیث قدسی ہے کہ مہدیؑ کا نام محمد ہوگا اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ جبکہ میرزا صاحب (علیہ السلام) کا نام نہ تو محمد ہے اور نہ باپ کا نام عبداللہ۔ تو یہ کیسے مہدی بن سکتا ہے لہٰذا ہرگز مہدی نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ"۔

اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بارہ میں ہر متلاشی حق کے سامنے اصل حقیقت اور اس کی صحیح تشریح رکھ دی جائے۔

خدا تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق سنت اللہ

تواریخ شاہد ہے کہ جب بھی دنیا میں خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ مبعوث ہوتا ہے تو اس کی بعثت کے وقت دو گروہ متضاد خیالات والے پیدا ہو جایا کرتے ہیں ایک گروہ مبعوث ہونے والے کی تائید کرتا ہے اور ایک گروہ اس کی تکذیب کرتا ہے اور اس طرح سے موافق و مخالف گروہوں میں حق و باطل کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور نتیجہ کے طور پر رفتہ رفتہ بعض سعید فطرتیں بھی غور و فکر سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ مامور کی جماعت میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح مخالفین کی جمعیت میں آہستہ آہستہ کمی آتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ سے لے کر سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک یہ سلسلہ جاریہ جاری رہا۔ اور ہمارے اس زمانہ میں جبکہ زمانہ کا بگاڑ وہی منتہا انتہا کر چکا جس کی نسبت سرور دو عالم نے قبل از وقت اطلاع دے رکھی تھی تو ضرور تھا کہ آپ کی بشارت کے تحت آنے والا وقت پر ظاہر ہوتا جس کو آپ نے اس امر کی بھی تاکید فرمائی کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ مگر افسوس کہ اس زمانہ کے مولویوں نے اس ارشادِ نبوی کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی طرف سے ایسی ایسی باتیں گھڑنے لگے کہ سن کر دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ کہ کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ جس مہدی کی رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے وہ تو لوگوں کو بزور شمشیر اسلام میں داخل کرے گا" گویا نعوذ باللہ وہ لا اکراہ فی الدین کے ناطق حکم سے بھی سرتابی کرے گا)

"اس کا نام محمد ہوگا اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا وغیرہ وغیرہ"۔ اور اس طرح سے یہ لوگ خود بھی یہود نا سپاس کی طرح دھوکہ خوردہ ہوئے اور دوسروں کو بھی ہدایت سے محروم رکھنے کی بے باکی کر رہے ہیں۔

امام مہدی کے متعلق احادیث کا اختلاف

جہاں تک مہدی سے متعلق روایات کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسی احادیث خواہ وہ مہدی کے زمانۂ ظہور کے متعلق ہوں یا جائے خروج و تولد کے متعلق ہوں یا کہ اسم مہدی کے متعلق ہوں متضاد بیانات پر مشتمل ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ اگر ان تمام احادیث متضادہ کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ لہٰذا ان کو پرکھنے کے لئے بڑے غور و فکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔ اس لئے مختصر طور پر ہم اصل حقیقت کو قارئین کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسم مہدی کے متعلق احادیث

پیشتر اس کے کہ یہاں مہدی کے "محمد" نام والی حدیث پر منقولی روشنی ڈالی جائے اس امر کا مجملاً بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ محمد کے علاوہ احادیث میں دوسرے نام بھی آئے ہیں۔ مثلاً "مہدی کا نام احمد ہوگا" (اقتراب الساعۃ و حجج الکرامہ)

"مہدی کا نام عیسیٰ ہوگا" (جواہر الاسرار)

چنانچہ بلحاظ روایات بھی مہدیؑ کے ناموں میں کچھ کم اختلاف نہیں ہے مگر اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں اس وقت ہم صرف "محمد" والی حدیث سے بحث کر رہے ہیں

لہٰذا یاد رہے کہ زیر بحث حدیث جو کہ ان دنوں مخالفین احمدیت اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کی چند روایتیں ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہیں اور انہی روایات کی بنا پر "مہدی کا نام محمد ہوگا" بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

ابوداؤد کی حدیث ایک یوں ہے کہ قال علی ونظر الی ابنہ الحسن ان ابنی ھذا سید کما سماہ النبی ویخرج من صلبہ رجل یسمّی باسم نبیکم یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق یملأ الارض عدلاً۔ اس حدیث کے تین راوی ہیں جن کے نام ہارون۔ عمرو بن ابی قیس۔ ابو اسحاق۔ ان تینوں راویوں پر جو محدثین نے جرح کی ہے وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جیسا کہ لکھا ہے

(۱) ھارون۔ سکت علیہ ابوداؤد وقال فی موضع فی ھارون ھو من ولد الشیعۃ وقال السلیمانی فیہ نظر۔

کہ ہارون پر ابوداؤد نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور ایک جگہ کہا کہ شیعہ تھا اور سلیمانی نے کہا کہ کچھ ایسا ویسا آدمی تھا۔

(۲) عمرو بن ابی قیس۔ قال ابوداؤد لا باس فیہ خطاء وقال الذھبی صدوق لہ الاوھام

کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ خطا کرنے والا تھا مگر کوئی حرج نہیں اور ذہبی نے کہا کہ سچا تو تھا مگر وہمی سا تھا۔

(۳) ابو اسحاق۔ وان خرج من الشیخان فی الصحیحین فقد ثبت انہ اختلط آخر عمرہ وروایتہ عن علیؓ منقطعۃ۔

یعنی بے شک بخاری اور مسلم نے اس سے حدیثیں لی ہیں مگر یہ ثابت ہے کہ آخری عمر میں بہک گیا تھا اور اس کی روایت علیؓ سے منقطع ہے (دیکھو تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۶۱)

اس جگہ یہ بھی نوٹ رہے کہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث کہیں بھی درج نہیں ہے کیونکہ ان بزرگوں کو ان راویوں کا علم تھا کہ معتبر نہیں ہیں اور یہ مشہور ہے کہ امام بخاری نے حدیث لینے میں حد سے زیادہ احتیاط کی ہے۔ اسی وجہ سے بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری قرار دیا گیا۔

دوسری حدیث۔ "محمد نام کے متعلق" جو ابوداؤد میں ہے جس کے راویوں میں سے ایک راوی عاصم ابن ابی النجود ہے وہ یوں ہے کہ عن النبی صلعم یقول من الدنیا الا یوماً لطوّل اللہ ذالک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔

چونکہ عاصم کے متعلق جو کہ اس حدیث کا راوی ہے اس امر پر جو محدثین نے جرحیں کی ہیں۔ وہ میں قارئین کے سامنے عربی عبارت سے اردو کے ترجمہ کے ساتھ پیش کرتا ہوں عربی عبارت بیان لکھنے کی گنجائش نہیں ہے اگر کسی کو شک ہو تو وہ اصل کتاب پونچھ میں مسجد کی لائبریری سے لے کر دیکھ سکتے ہیں۔ وھو ھذا

ترجمہ: "عاصم کے متعلق محمد بن سعد نے کہا ہے کہ ثقہ تھا مگر بہت غلطیاں کرنے والا تھا۔ یعقوب بن سفیان نے کہا کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابو زرعہ کہتا ہے کہ عاصم ثقہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا یہ درجہ نہیں اور ابن علیہ نے بھی اس کے بارہ میں جرح کی ہے اور کہا ہے کہ جتنے لوگوں کا نام عاصم ہے بُرے حفظ والے ہیں۔ (عربی عبارت میں کل من اسمہ عاصم سیئ الحفظ تک ہے۔ ناقل ثانی) اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ میرے نزدیک اس کا درجہ یہ ہے کہ سچا اور صالح الحدیث ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حافظہ نہ تھا (یعنی بات یاد ہی نہیں رہتی تھی) اور امام نسائی کے اقوال اس بارہ میں مختلف آئے ہیں اور ابن خراش رح نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں امر قابل انکار اور اوپری باتیں ہوتی ہیں (اصل الفاظ ہیں فی حدیثہ نکرۃ) اور امام جعفر عقیلی رح نے فرمایا ہے کہ اس کے حفظ میں کچھ کمی تھی اور نیز القطان نے کہا ہے کہ جتنے آدمی میں نے عاصم کے نام والے دیکھے ہیں وہ سب ردی حفظ والے دیکھے ہیں اور اس نے یہ بھی کہا ہے شعبہ سے میں نے سنا ہے کہ وہ عاصم کی روایت بیان کرتے تھے اور لوگوں میں اس کے عیب سے مشہور ہیں اور ذہبی نے فرمایا ہے کہ قرأت میں ثابت تھا مگر حدیث میں غیر ثابت تھا . . . اور اگر کوئی شخص دلیل پکڑے کہ امام بخاری رح اور مسلم رح نے اس کی حدیث نقل کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس کی حدیث دوسرے کے ساتھ ملا کر نکالی ہے اصل کے طور پر نہیں۔" (دیکھو تاریخ ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱)

اسی طرح ترمذی میں بھی تقریباً تین آیتیں مرقوم ہیں جن کے الفاظ بھی تقریباً تقریباً ایک ہی ہیں یلی رجل من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی۔ بہرحال مفہوم وہی ہے چنانچہ

نیز سے ان احادیث کا راوی بھی یہی عاصم بن ابی النجود ہے جس کے متعلق تاریخ ابن خلدون سے اوپر کافی بحث گذر چکی ہے۔ اور ظاہر کیا جا چکا ہے کہ اقوال محدثین رح اس راوی کے متعلق کیا آتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کی روایت کردہ احادیث کا درجہ کیا ہے آیا اس قابل ہیں کہ ایک مدعی مہدویت کے خلاف پیش کر سکیں؛ جبکہ جس کی صداقت دوسرے نشانات سے بھی ظاہر ہے۔

علاوہ اس کے عاصم کے غیر ثقہ اور ردّی الحفظ ہونے کے استشہاد صرف ابن خلدون تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ میزان الاعتدال والے نے بھی جلد ۲ صفحہ ۵ پر محدثین و مفسرین کے اقوال سے اس راوی پر جرح کر کے ثابت کیا ہے کہ واقعی کمزور حافظہ کا آدمی تھا۔ منکر الحدیث تھا۔ ثقہ نہ تھا۔ احادیث میں مضبوط راوی نہ تھا وغیرہ وغیرہ اب قرین قیاس ہے کہ کمزور حافظہ رکھنے والے انسان سے غلطی کا امکان بہت زیادہ ہے۔

"محمد" نام والی حدیث کا پس منظر

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد جب خلافت مستقل طور پر بنی امیہ کی کفالت میں چلی گئی تو کئی لوگ ایسے بھی نکل آئے جو بنی فاطمہ کی خلافت کے مستحق سمجھتے اسی طرح بعض بنی عباس کی خلافت کی بابت رکھتے تھے تو حصول خلافت کے شوق میں تین گروہ تیار ہو گئے بنی امیہ کا گروہ اپنی خلافت کا حامی تھا۔ بنی فاطمہ کا گروہ اپنی خلافت کا طلبگار تھا۔ بنی عباس کا گروہ اپنی خلافت کا شوقین تھا۔ اس طرح ہر ایک فرقہ کا گروہ مختلف طریقوں سے لوگوں کو اپنے فرقہ کی طرف مائل اور دوسروں سے متنفر کرتا تھا چنانچہ ایک بڑا طریقہ جو اس وقت لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا تھا وہ یہ تھا کہ ہر ایک فرقہ مہدی (جس کے متعلق وَجَبَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ نَصْرُہٗ آیا ہے) کی پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کرتا تھا جب سب فرقے مہدی کی پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرنے لگے تو اسی صورت میں اور کشمکش میں یہ اختلاف پیدا ہوا کہ صحیح صحیح روایات ہم تک پہنچنی ناممکن ہو گئیں اور اس طرح متضاد احادیث کتب و سیر میں اطبار و اخبار ہمارے سامنے موجود ہیں جن کا شمار کرنا بھی مشکل ہے اور اس پر طرہ یہ کہ بنی عباس کے حامیوں نے خلیفہ عباسی کو خوش کرنے کے لئے لگے یا مخفوں زیر بحث حدیث کو اس پر چسپاں بھی کر دیا تھا۔ کیونکہ اتفاق سے اس کا نام محمد اور باپ کا نام عبداللہ اور مہدی لقب تھا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو خلیفہ مہدی عباسی مشہور کرنے لگے۔ بعد میں زمانہ گذرنے پر جملہ فرقہ ہائے اسلام نے بھی اسی حدیث کو بغیر تحقیق تقویت دی۔ چنانچہ امام سیوطی رح نے بھی اس روایت کا اطلاق اسی مہدی عباسی پر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء باب ذکر مہدی اردو ترجمہ صفحہ ۳۴۱)

پس جس صورت میں کہ اس حدیث کی صحت کے بارہ میں ایسی گڑبڑ ہے کوئی امر تسلی بخش بیان نہیں ہو سکتا۔ اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو پھر یہ کلام اپنے اندر ایک لطیفہ استعارہ کا رنگ رکھتا ہوگا جس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا وجود اپنے آقا اور مطاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ کہ امام مہدی کا باطن آنحضرت صلعم کا باطن ہوگا۔ پس مذکورہ حدیث کی صحت کے متعلق جو منقولی ثبوت اوپر درج کئے گئے ہیں ان کے علاوہ یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ صحاح ستہ جیسے بخاری اور مسلم کو اولیت کا درجہ حاصل ہے یہ دونوں احادیث اسبارہ میں بالکل خاموش ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ متذکرہ حدیث کو محدثین کے نزدیک وہ پایہ حاصل نہیں ہے جو دوسری حدیثوں کو ہے اسلئے موازنہ کے وقت اس امر کو بھی پیش نظر رکھ لینا ضروری ہے خدا سب کو حق و صداقت سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مدینۃ المسیح قادیان میں ہمارا مبارک اجتماع

(بقیہ صفحہ ۲)

۳۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ بابرکت لنگر خانہ سے ہم جسمانی طور پر بھی فیضیاب ہوں گے حضور کا یہ لنگر خانہ بھی آپ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے کیونکہ حضور اپنی ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
فَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

ترجمہ۔ ایک زمانہ تھا کہ دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑے میری خوراک تھی لیکن آج بہت سے خاندان میرے دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔

اس میں کیا شک ہے کہ آج ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ آپ کے دسترخوان اور لنگر خانہ سے فیضیاب ہو رہے ہیں نہ صرف آپ کے ماننے والے ہی بلکہ آپ کے مخالف اور معاند بھی اس لنگر خانہ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن اس جسمانی مائدہ سے بڑھ کر آپ کا اصل روحانی دسترخوان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسانی نجات کے لئے اسی رُوحانی مائدہ کی ضرورت ہے۔ اور آپ کا روحانی لحاظ سے احمدیت کی خوشہ چینی ہی انسان کی نجات کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ پیرزادوں فقیروں اور گدی نشینوں کے لئے آج کشوف و رؤیا و الہام کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور ان کے روحانی نقشے بند ہو چکے ہیں۔ مگر سیدنا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

واللہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

پس قادیان میں ہونے والے اس مقدس اجتماع کی بہت بڑی اہمیت ہے اور ہندوستان میں بسنے والے ہر احمدی کو اس میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بھارت کے احمدیوں پر یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہ بغیر کسی روک اور ٹوک کے قادیان جا سکتے ہیں جب کہ دیگر ممالک کے احمدی احباب اکثر اوقات خواہش رکھنے کے باوجود پاسپورٹ وغیرہ کی پابندیوں کی وجہ سے اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے آؤ اور اس چشمہ سے سیراب ہونے کی کوشش کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا میں بھی حصہ دار بنو جو حضور نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

"بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت فرمائے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھائے۔ جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ کو ہے۔"

آمین ثم آمین۔

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس جلسہ میں شامل ہو کر اس کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمادے۔

آمین ثم آمین۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۲واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہو گا ہے تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں سے فائدہ اُٹھا سکیں نیز کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب کرام جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکات سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر جلسہ سالانہ کے قریبی ایام تک برابر اس کا اعلان کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ احباب اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے والے جملہ احباب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کے سفر کو ان کے لئے اور ان کی جماعت کیلئے اور ان کے متعلقین کیلئے باعث رحمت و برکت بنائے۔ آمین

مالی قربانیوں کے متعلق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ اُنہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو! اگر تم میں راستی کی روح ہے۔ تو میری اس دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُن کر کیا جواب دیتے ہو۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے ہر احمدی کے لئے یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ کم از کم معین شرح کے مطابق مالی قربانی میں باقاعدگی سے حصہ لے۔ لیکن ابھی بہت سے دوست ایسے ہیں۔ جو اپنی مالی ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ نہیں کر رہے جس کے نتیجہ میں متعدد جماعتوں کا متوقع بجٹ آمد لازمی چندہ جات سو فی صدی وصول نہیں ہو رہا۔
پس جہاں تمام مخلصین جماعت کو چاہیئے کہ وہ ادائیگی چندہ جات و بقایا جات کی طرف خاص توجہ دیں۔ وہاں عہدیداران مال سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کریں۔ اور مالی فرائض کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہو۔ اس کو جلد پورا کرنے کی فکر کرتے اسباب کا عملی ثبوت دیں۔ کہ وہ فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے خاص فضل سے اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اضافۂ مال کا گُر

از سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت نہیں بجا لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

ناظر بیت المال قادیان

۳۔ خاکسار ان دنوں بہت پریشان ہے۔ میری پریشانیوں کے رفع ہونے اور سکول کے سامان میسر آنے کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ نیز احباب میرے والدین کی درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرما کر ممنون فرمائیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے ہمارے خاندان کے سر پر اُن کا سایہ تا دیر قائم رہے۔ آمین۔

خاکسار پروفیسر مبارک از سرینگر کشمیر

نصرت گرلز سکول قادیان کے لئے

بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ مسٹرس کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جب نصرت گرلز سکول کو از سر نو قائم کیا۔ تو استانیوں کی ضرورت اُن مخصوص حالات میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل کرنا نہایت دشوار تھا۔ تاہم صدر انجمن احمدیہ اور نظارت تعلیم نے بہزار مصائب مدرسہ مذکورہ کے لئے استانیاں فراہم کیں۔ لیکن اُن میں اکثر استانیاں "ان ٹرینڈ" تھیں جنہوں نے محنت و جانفشانی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی تو کی لیکن جب تین چار سال قبل محکمہ تعلیم نے مدرسہ کی مستقل منظوری کے لئے یہ پابندی عائد کر دی کہ مدرسہ میں ٹرینڈ استانیاں تعلیم دیں تو نظارت تعلیم کو پھر اس سلسلہ میں تگ و دو کرنی پڑی اور گذشتہ تین چار سال میں اس کمی کو کسی قدر پورا کیا۔ مگر ہیڈ مسٹرس کے عہدے کے لئے نظارت تعلیم ہنوز کوشاں ہے۔ اور اس کے لئے اب تک کوئی مناسب استانی نہیں مل سکی۔
لہٰذا جماعت ہائے ہندوستان کی بی۔ اے۔ بی ٹی بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ مرکز کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے پیش قدمی فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں خواہشمند بہنیں مزید تفصیلات کے لئے نظارت ہذا سے رجوع فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ضروری اعلان!

اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان امور عامہ کی طرف سے ایک عرصہ سے کارگزاری کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہو رہی۔ جس سے مرکز کو ان کے مقامی حالات کا کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی سیکرٹریان امور عامہ کی کوئی کارگزاری ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے۔ جس کی تلافی ازحد ضروری ہے۔ سیکرٹریان امور عامہ اپنی ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کرتے ہوئے اس کا عملی ثبوت دیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت رشتہ!

ایک مخلص احمدی بھائی کی بچی کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ بچی کی عمر ۱۸ سال ہے۔ امور خانہ داری سے واقف۔ سلیقہ مند، حلیم، لکھنا پڑھنا اور سلائی بخوبی جانتی ہے۔ لڑکا نیک، شریف، برسر روزگار ہو۔ تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے۔ یو۔ پی کے رشتہ کو ترجیح دی جائے گی۔
حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

چوہدری ایم۔ ایس معرفت رفیع میڈیکل ہال [illegible] آباد

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے والد مدت سے بیمار چلے آ رہے ہیں ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز میرا چھوٹا بھائی محمد انوار الحق ایم۔ اے میں تعلیم پا رہا ہے بہار ٹیچنگ کالج میں۔ ایک بھائی میٹرک میں اور دو بھائی نائینتھ کلاس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ سب کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت صحابہ کرام اور درویشان قادیان سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد شمس الحق مدرس مدرسہ احمدیہ بنگال اڑیسہ

۲۔ میرے والد صاحب قبلہ کو دوبارہ فالج کا حملہ ہو گیا ہے جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا ہے اور جسم میں کمزوری بہت ہے۔ احباب جماعت و درویشان قادیان سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ میرے والد صاحب کی صحت کاملہ کے لئے اور نظر میں روشنی عود کر آنے کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار

مشتاق احمد احمدی از [illegible] بازار [illegible]

مکرم مولوی برکات احمد صاحب کی وفات پر تعزیت

محترم مولوی برکات احمد صاحب کی وفات کے سلسلہ میں اس وقت تک مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب کی طرف سے تعزیت کے تار موصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

۱۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
۲۔ محترم ناظر صاحب خدمت درویشان ربوہ
۳۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
۴۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ربوہ
۵۔ محترمی سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ (بشمول عملہ اساتذہ و طلبہ) ربوہ
۶۔ محترمی مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔
۷۔ محترمی شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان حال مقیم دہلی۔
۸۔ مکرمی سیٹھ بشیر احمد صاحب لکھنؤ۔
۹۔ محترمی رحمت اللہ خاں صاحب دہلی۔

ان تاروں کے علاوہ محترمی مولوی صاحب موصوف کی تعزیت کے لئے قادیان کے قرب و جوار سے بہت سے معزز غیر مسلم دوست پہلے ہی روز تشریف لائے تھے اور اب مزید احباب کثرت سے تعزیت کے لئے آ رہے ہیں۔ ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار
ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی قادیان

سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے قادیان کی دختر کی تقریب شادی

(از ادارہ)

احباب جماعت کی شمولیت

قادیان ۱۷ر نومبر۔ قادیان کے ہر دلعزیز لیڈر جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے کی دختر بی بی جھیندر باجوہ کی شادی کی تقریب ہمراہ کیپٹن گوردیپ سنگھ صاحب ولد سردار جنراج سنگھ صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار بٹالہ سے آج عمل میں آئی۔ آج ۸ بجے صبح بٹالہ سے جب برات یہاں پہنچی تو مقامی دوستوں اور باہر سے آنے والے سینکڑوں معززین نے استقبال کیا۔ اس موقعہ پر پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار پرتاپ سنگھ کیروں، جناب پنڈت موہن لال صاحب ہوم منسٹر پنجاب۔ بریگیڈیر ڈھلوں صاحب سردار گوردیال سنگھ صاحب ڈھلوں انسپکٹر جنرل پولیس جناب ... ایس۔ پی گورداسپور، سردار گوربچن سنگھ صاحب ایس۔ ایس۔ پی امرتسر جناب ڈی سی شرما صاحب ممبر پارلیمنٹ وغیرہم معززین اور ضلع کے افسران اور دوسرے معززین بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

جماعت کی طرف سے مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ اور متعدد دوست شریک ہوئے۔ بزرگان نے بچی کے لئے تحائف پیش کئے۔ برات کے استقبال کے بعد باراتیوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب کے تعلقدار سردار سوڑن سنگھ صاحب باجوہ، سردار آتما سنگھ صاحب ڈھلوں، میجر کلدیپ سنگھ صاحب وغیرہم دوستوں کی توجہ اور کوشش سے براتیوں کی خدمت کا بہت اچھا انتظام تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ۴ بجے شام برات واپس روانہ ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خوشی اور مسرت کا موجب بنائے۔ اور نیا جوڑا مسرت کی زندگی گزارے۔ (نامہ نگار)

خبریں

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ آج پارلیمنٹ کا موسم سرما کا اجلاس شروع ہو گیا اور ممبروں کی طرف سے متعدد معاملے اٹھائے گئے۔ جن میں کھانڈ اور گڑ کی گرانی۔ چین کے فوجی اجتماع، پاکستان کی معاندانہ روش اور کئی دیگر مسائل شامل تھے ڈپٹی وزیر خوراک مسٹر تھامس نے بتایا کہ ملک میں کھانڈ کی صورت حال کے متعلق ۱۹ر نومبر کو لوک سبھا میں بیان دیا جائے گا۔ چاول کی صورت حال گڑ کی پوزیشن اور گنے کی پوزیشن کے متعلق اگلے چند دنوں میں بیانات دیئے جائیں گے۔ سپیکر نے یہ اعلان متعدد ممبروں کی پیش کردہ تحریک توجہ پر کیا۔ تحاریک توجہ میں کہا گیا تھا کہ حکومت کھانڈ اور گڑ کے نرخوں میں اضافہ اور اس کی قلت کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ راجیہ سبھا میں اپوزیشن ممبروں نے مانگ کی کہ بھارت میں پاکستانیوں کی جاسوسی کی سرگرمیوں کے بارے میں بحث کی جائے۔ مسٹری اے ڈی منی نے کہا کہ اس معاملہ پر دو گھنٹے کے لئے بحث ہونی چاہئیے۔ اور سرکار کو اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ڈیفنس سے متعلق ریکارڈ پوری حفاظت سے رکھے جائیں۔ اور کہ وہ غیر مصدقہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہ پڑیں۔ آپ نے زور دیا کہ جو اشخاص ان علاقوں سے نپٹتے ہیں ان کی سکریننگ کی جانی چاہیئے۔

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ بھارت سرکار نے آج مختلف اقسام کی کھانڈ کے فیکٹری گیٹ نرخوں پر مختلف علاقوں کے لئے تین روپیہ سے ۸ روپیہ فی کونٹل تک اضافہ کرنے کا اعلان کر دیا نئی قیمتیں فوری طور پر لاگو کر دی گئی ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ نرخوں میں اضافہ کرنے کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ صوبائی سرکاروں سے کہا گیا ہے کہ وہ مختلف خطوں میں واقع شوگر فیکٹریوں سے ملنے والی کھانڈ کی ملی جلی قیمتوں کے آدھار پر تقسیم کا انتظام کریں۔ تاکہ کسی خطہ میں کھانڈ کی زیادہ قیمتوں کے مقابلہ میں کسی ایک خطہ کی مقابلۃً کم قیمتوں کا فائدہ کھپت کنندگان کو پہنچے اور انہیں دھکا نہ کھانا پڑے۔